یا اللہ جل جلالہٗ　　یا رسول اللہ ﷺ

جواہر سیفیہ

تصنیف

فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

ناشر: جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
بالمقابل شیل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

نام کتاب: جواہر سیفیہ
تصنیف وتالیف: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید احمد علی شاہ ترمذی سیفی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ
اوراق بندی:
طباعت رابع: اپریل ۲۰۲۱ بمطابق شعبان المعظم ۱۴۴۲
ناشر: جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ
ہدیہ: ۱۰۰ روپے

یا اللہ جل جلالہٗ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد ﷺ

اَلحَمدُلِلّٰہِ الَّذِی ھَدٰنَااِلٰی صِرَاطِ الَّذِینَ أَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیہِم مِنَ النَّبِیّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِینَ وھَذَا صِرَاطٌ مُستَقِیمٌ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن ھُوَ وَسِیلَتُنَا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَسِیلَۃً کَامِلَۃً فِی الدَّارَینِ مُحَمَّد اَفضَلُ الکَائِنَاتِ سَیِّدُنَا وَسَیِّدُ المُرسَلِینَ الَّذِی دَفَعَ اللّٰہُ بِہٖ بَلَآءَ الکُفرِوَالشِّرکِ وَالإِلحَادِ فِی الدِّینِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الطَّاھِرِینَ وَاَصحَابِہِ الَّذِینَ ھُم مِعیَارُ الحَقِّ وَنُجُومُ الھِدَایَۃِ وَالیَقِینِ۔ وَاَولِیَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَحِبَّائُہُ الَّذِینَ اَعلَنَ

اللّٰہُ بِالحَربِ مَعَ اَعدَائِھِم وَھُمُ الَّذِینَ لَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ خُصُوصًا عَلٰی صَاحِبِ الوَقتِ قَیُّومِ الزَّمَانِ قُطبِ الاِرشَادِ نَائِبِ مَنَابِ الرَّسُولِ الاَمِینِ سَیِّدِی وَمُرشِدِی وَمُحسِنِی وَوَالِدِی مَعنًا وَرُوحًا آخُوندزَادَہ سَیفُ الرَّحمٰنُ بنُ القَارِی سَرفَرَازخَان النقشبندی، الجشتی، القادری، السھروردی، المجددی الھاشمی الطالقانی المعروف بہ (پیرارچی خراسانی) اَدَامَ اللّٰہُ عَلَینَا مِن فُیُوضَاتِہٖ وَبَرَکَاتِہٖ وَعَلٰی مَن تَبِعَھُم اِلٰی یَومِ الدِّینِ۔ آمین۔

اَمَّا بَعدُ!

پس عرض کرتا ہے فقیر سیّد احمد علی شاہ سیفی بن سیّد
جمیر شاہ بن سیّد حسین شاہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کہ
بعض احباب و اصحاب طریقت کی یہ آرزو و خواہش تھی کہ
آپ اپنے طرق اربعہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کے
اسباق مع طریقہ وشجرہ کے اور حضرت مبارک صاحب رحمۃ
اللہ علیہ کے شب وروز کے معمولات اردو زبان میں کتابچہ کی
صورت میں تحریر فرمادیں، جس سے احباب و سالکین فائدہ
اٹھائیں تو بہت اچھا ہوگا۔ اگرچہ میری طبیعت ناساز تھی،
پھر بھی ان کے بہت اصرار پر میں نے یہ کتابچہ تحریر کیا جو
آپ کے سامنے ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل مجدہ اس کتابچے کو

تمام سالکینِ طریقت اور دیگر مؤمنین کے لئے صراطِ مستقیم پر
چلنے کا ذریعہ اور دستور العمل بنائے۔ آمین بحرمة سید
الانبیاء والمرسلین صلوٰت اللہ علیہم اجمعین۔

فقیر سیّد احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی نقشبندی
سکنہ شالپین ضلع سوات، حال فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن
مہتمم و بانی جامعہ امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ و
وقار المساجد، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی، سندھ

یہ اسباق فردِ وقت قطب الارشاد مجددِ عصر حاضر حضرت خواجہ
سیف الرّحمٰن علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبانِ درفشاں سے قلمبند
کئے گئے ہیں اور انہیں سے تصحیح شدہ ہیں

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

تصوف کی حقیقت

دراصل تزکیہ، احسان، تصوف وسلوک ایک ہی
مفہوم کے لئے مستعمل مختلف الفاظ ہیں اور ان سے مقصد
صرف اور صرف قرآن وسنت پر عمل کرنا ہے۔ اور سلوک و
تصوف کے تمام بنیادی اصول وضوابط قرآن وحدیث سے
ماخوذ ہیں۔ بالفاظ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ
علیہ: علمنا ھٰذا مشیدٌ بالکتاب والسنّۃ۔ (قرآن و
تصوف) یعنی ”ہمارے اس علم (تصوف) کو قرآن وسنت

نے بلند مقامات پر پہنچا دیا ہے“ اور جو طریقہ قرآن وسنت
کے مخالف ہو وہ تصوف نہیں زندقہ ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا
ہے کہ ماہرینِ علم روحانیت یا معرفت کو صوفی کیوں کہا گیا۔
اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان کا
نصب العین صفائے باطن تھا وہ صوفی کہلانے لگے۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام اور بیشتر صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل کے مطابق وہ حضرات اکثر
صوف یعنی اون کا کپڑا پہنتے تھے، اس نسبت سے بھی وہ صوفی
مشہور ہوگئے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کا مسلک
اصحاب صفہ کے مسلک کے مطابق تھا یعنی گوشہ نشینی اور ہمہ

وقت یادِ خدا میں مشغول رہنا تھا اس نسبت سے بھی وہ صوفیاء
کرام کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ بلا شبہ لفظ تصوف کی
لغوی تحقیق میں اختلاف ہے کہ یہ صفا سے مشتق ہے۔ صوف
سے یا صفو سے، لیکن اس کے مفہوم اور مصداق میں کبھی بھی
اختلاف نہیں ہوا۔ لغت کے اعتبار سے تصوف کی اصل خواہ
صوف ہو اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا رشتہ چاہے صفا
سے جا ملے اس میں شک نہیں کہ یہ دین کا ایک اہم شعبہ ہے
۔ جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النیت پر ہے اور
جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصول رضائے الٰہی ہے۔
قرآن و حدیث کے مطالعہ نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور

آثار صحابہ ؓ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔
لفظِ تصوف چار حروف (ت، ص، و، ف) کا
مرکب ہے۔ جس کی تزئین یوں ہے کہ (ت) سے مراد توبہ
ہے، (ص) سے مراد صفائی ہے، (و) سے مراد ولایت
ہے، جو قلب کی صفائی کے بعد حاصل ہونے والا ایک مرتبہ
ہے، اور (ف) سے مراد فنا فی اللہ ہے، کہ صوفی کے باطن
میں اس کی صفاتِ بشری فنا اور صفاتِ باری تعالیٰ رہ
جائیں۔

عہدِ رسالت ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے دور میں
جس طرح دین کے دوسرے شعبوں تفسیر، اصول، فقہ، کلام

وغیرہ کے نام اور اصطلاحات وضع نہ ہوتی تھیں ہر چند کہ ان
کے اصول وکلیات موجود تھے، اور ان عنوانات کے تحت یہ
شعبے بعد میں مدون ہوئے اسی طرح دین کا یہ اہم شعبہ بھی
موجود تھا۔ کیونکہ تزکیۂ باطن خود پیغمبر ﷺ کے فرائض میں
شامل تھا۔ صحابہ ؓ کی زندگی بھی اسی کا نمونہ تھی لیکن اس کی
تدوین بھی دوسرے شعبوں کی طرح بعد میں ہوئی، صحابیت
کے شرف اور لقب کی موجودگی میں کسی علیٰحدہ اصطلاح کی
ضرورت نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ ؓ کے لئے متکلم،
مفسر، محدث، فقیہ اور صوفی کے القاب استعمال نہیں کئے
گئے۔ اس کے بعد جن لوگوں نے دین کے اس شعبہ کی

خدمت کی اور اس کے حامل اور متخصص قرار پائے گئے۔
ان کی زندگیاں زہد و اتقاء اور خلوص و سادگی کا عمدہ نمونہ تھیں۔
ان کی غذا بھی سادہ اور لباس بھی موٹا جھوٹا اکثر صوف وغیرہ کا
ہوتا تھا۔ اس وجہ سے وہ لوگوں میں صوفی کے لقب سے یاد
کئے گئے۔ اور اس کی نسبت سے ان سے متعلقہ شعبہ دین کو
بعد میں تصوف کا نام دیا گیا۔ قرآن حکیم میں اسے تقویٰ، تزکیہ
اور خشیۃ اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور حدیث شریف میں
اسے ''احسان'' سے موسوم کیا گیا ہے اور اسے دین کا ما
حاصل قرار دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل حدیث جبریل علیہ السلام
میں موجود ہے۔ مختصر یہ کہ تصوف، احسان، سلوک اور

اخلاص ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں۔
نبوت کے دو پہلو ہیں اور دونوں یکساں اہمیت رکھتے
ہیں ۔ کما قال تعالیٰ :لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ
بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ
وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ۔ یعنی بیشک اللہ کا بڑا
احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک
رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے، اور انہیں
پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔
(اٰل عمران ۱۶۴:)
نبوّت کے ظاہری پہلو کا تعلق تلاوتِ آیات اور

تعلیم وتشریح کتاب سے ہے اور اس کے باطنی پہلو کا تعلق
تزکیہ باطن سے ہے۔ جن نفوسِ قدسیہ کو نبوّت کے ظاہری
پہلو سے زیادہ حصہ ملا وہ مفسّر، محدّث، فقیہ اور مبلغ کے
ناموں سے موسوم ہوئے، اور جنہیں اس کے ساتھ باطنی پہلو
سے بھی سرفراز فرمایا گیا، ان میں سے بعض غوثیت، قطبیت،
ابدالیت اور قیومیت وغیرہ کے مناصب پر فائز ہوئے مگر ان
سب کا سرچشمہ کتاب وسنت ہے، اللہ اور بندے کے
درمیان علاقہ قائم رکھنے والی چیز اعتصام بالکتاب والسنہ
ہے یہی مدارِ نجات ہے۔ قبر سے حشر تک اتباعِ کتاب و
سنت کے متعلق ہی سوال ہوگا۔ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑتا

ہوا آئے مگر اس کی عملی زندگی کتاب وسنت کے خلاف ہے تو
وہ ولی اللہ نہیں بلکہ جھوٹا ہے، شعبدہ باز ہے کیونکہ تعلق مع
اللہ کے لئے اتباع سنت لازمی ہے۔
کما قال تعالیٰ :قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ
فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ۔ یعنی ’’اے محبوب (ﷺ) تم فرمادو
کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو، تو میرے فرمانبردار ہو
جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔‘‘ (اٰل عمران ۳۱:)
اتباع سنت کا پورا پورا حق ان اللہ والوں نے ادا
کیا جنہوں نے نبوت کے ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں
کی اہمیت کو محسوس کیا اور ہمیشہ پیشِ نظر رکھا اور تبلیغ و

اشاعتِ دین کو تزکیہ نفوس سے کبھی جدا نہ ہونے دیا۔ تمام
کمالات اور سارے مناصب صرف حضور اکرم ﷺ کی اتباع
کی بدولت ہی حاصل ہوتے ہیں اور تصوف کا اصل سرمایہ
اتباعِ سنت ہے۔
موضوع علمِ تصوّف : کسی علم کے موضوع کا تعین اس کے
عوارضاتِ ذاتیہ کی بحث سے ہوتا ہے پس علم تصوف کا
موضوع مکلّفین کے احوال ہیں مگر مطلقاً احوال نہیں بلکہ اس
حیثیت سے کہ کون سا فعل قربِ الٰہی کا سبب بنتا ہے اور
کون سا فعل اللہ سے دوری کا موجب جیسا کہ علمِ طِب میں
موضوع بدن انسانی ہے لیکن مطلقاً بدن نہیں بلکہ من حیث

الصحت والمرض (صحت اور بیماری کی حیثیت سے)۔

پس علمِ تصوف میں بھی احوال مکلفین کے متعلق اللہ تعالیٰ کے قرب وبعد کی حیثیت سے بحث ہوگی۔
(دلائل السلوک)

علمِ تصوف کی تعریف اور غایت

قال القاضی شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمه الله تعالیٰ :التصوف علم تعرف به احوال تزکیة النفوس وتصفیة الاخلاق و تعمیر الظاهر والباطن لنیل السعادة الابدیة ویحصل به

اصلاح النفس والمعرفة ورضاء الرب وموضوعه التزکیة والتصفیة والتعمیرات المذکورات وغایته نیل السّعادة الابدیّة۔ یعنی ”تصوف وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان تزکیہ نفس، اخلاق کی صفائی، اور ظاہر و باطن کی تعمیر جان لیتا ہے تا کہ وہ ابدی سعادت سے ہمکنار ہو جائے اور اس کے نفس کی اصلاح ہو جائے اور اپنے نفس کو پہچان کر اپنے رب کی معرفت اور رضا حاصل کر لے، اور اس کی معرفت حاصل ہو اور تصوف کا موضوع تزکیہ تصفیہ اور تعمیر باطن ہے اور اس کا مقصد ابدی سعادت کا حصول ہے۔“
(علی ھامش ”الرسالۃ القشیریۃ“ ص ۷)

شیخ احمد زروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :
تصوف وہ علم ہے جس کا مقصد دلوں کی اصلاح کرنا، اور ان کو محض اللہ کیلئے خاص کر دینا ہے، اور فقہ، عمل کی اصلاح اور پورے نظام کی حفاظت اور احکام میں مضمر حکمتوں کو آشکارا کرنے کا نام ہے۔ اور علم توحید کا مقصد یہ ہے کہ مقدمات کو براہین و دلائل سے ثابت کیا جائے اور ایمان کو یقین کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ جیسا کہ طب کا مقصد اجسام کی حفاظت کرنا ہے اور علم نحو کا مقصد زبان کا اغلاط سے محفوظ کرنا ہے۔

شیخ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں : تصوف یہ ہے کہ ہر اچھی عادت اور طریقہ کو اپنایا جائے اور ہر برے طریقہ اور عادت کو ترک کیا جائے۔
ابی نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب اللمع میں لکھتے ہیں : ”حضرت جنید رحمہ اللہ کے استاد محمد بن علی قصاب رحمہ اللہ تعالیٰ سے تصوف کی پہچان اور اصلیت وحقیقت پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا : ”ایسے بہترین اخلاق جو نیک وقت میں واقع ہوں نیک آدمی سے ظاہر ہوں اور ان کا تعلق بھی اچھے لوگوں سے ہو۔“ حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ”جب تو اللہ کے سوا کسی بھی دوسرے سے تعلق نہ رکھے تو یہ تصوف ہوگا۔“ حضرت رویم

بن احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ''نفس کو اللہ تعالیٰ پر یوں
چھوڑ دینا کہ وہ جو چاہے اس سے کام لے، تصوف کہلاتا
ہے۔'' حضرت سمنون رحمہ اللہ نے فرمایا : ''جب تو خود کسی
چیز کا مالک نہ ہو اور نہ ہی تمہارا کوئی مالک ہو تو یہ تصوف
ہوگا۔'' حضرت ابومحمد جریری رحمہ اللہ نے فرمایا : ''ہر اچھے
خلق کو اپنا لینا اور برے خلق سے الگ تھلگ ہو جانا تصوف
ہے۔'' حضرت عثمان مکی رحمہ اللہ نے فرمایا : ''ایک انسان
کو چاہیئے کہ اپنے موجود وقت میں ہر ایسا کام کرے جو اس
وقت کے لحاظ سے اچھا ہو۔'' حضرت علی بن عبدالرحیم رحمہ
اللہ نے فرمایا : ''اپنے ملے ہوئے مقام کو نشر کرنا اور دائمی

اتصال، تصوف کہلاتا ہے۔'' (اللمع، ص ۸۵)
کسی بزرگ کا فرمان ہے کہ تصوف سراپا اخلاق
ہے۔ پس جس نے تیرے اخلاق میں اضافہ کیا، اس نے
تجھے تصوف پر عمل پیرا کر دیا۔
حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں : ''تصوف نفس کو عبودیت کے سانچے میں ڈھالنے،
اور اسے احکامِ ربوبیت کی طرف لے جانے کا نام ہے۔''
ابن عجیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف وہ علم
ہے کہ جس کے ذریعہ بارگاہ خداوندی تک رسائی، باطن کی
رزائل سے صفائی اور اس کو مختلف فضائل سے آراستہ کرنے

کی کیفیت معلوم ہو۔ اس کی ابتداء علم، وسط عمل اور انتہاء
عنایت خداوندی ہے۔
صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں : یہ وہ علم
ہے جس میں اہل کمال کی منازل سعادت میں ترقی کرنے کی
کیفیت معلوم ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ علم تصوف وہ علم ہے
جسے عقلمند اور صاحب حال ہی جان سکتا ہے، اسے وہی شخص
جان سکتا ہے جسے اس کا مشاہدہ حاصل ہو۔ اور کورچشم سورج
کی روشنی کا کیسے مشاہدہ کر سکتا ہے۔
شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ قواعد تصوف میں فرماتے
ہیں کہ علم تصوف پر تقریباً دو ہزار تالیفات کی گئی ہیں اور ان

تالیفات کا لب لباب صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف
متوجہ ہونا ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں۔
تصوف کا دارومدار مادی آلائشوں سے دل کو
صاف کرنے پر ہے اور اس کی بنیاد خالق حقیقی سے بندے
کے تعلق قائم کرنے پر ہے۔ پس صوفی وہ ہے جس کا دل
پاک اور اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف ہو، اور اس کی بارگاہ سے
اسے خاص انعام و اکرام حاصل ہو۔

اصلِ تصوف

لیکن ان ظاہری وجوہات سے قطع نظر تصوف کی
اصل احسان ہے جو اس حدیث پر مبنی ہے جس کو عرفِ عام

میں حدیثِ جبریل کہاجاتا ہے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعلیم کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام انسان کی صورت اختیار کرکے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور اسلام، ایمان اور احسان کے مطالب دریافت کیےتو احسان کا مطلب آپ نے یوں بیان فرمایا :اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔

(البخاري(ت٢٥٦)،صحيح البخاري،٥٠•[صحيح]•)

(یعنی تو خدا تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ تو اسے دیکھتا ہے، اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو تحقیق وہ تجھ کو دیکھتا ہے)۔مختصر الفاظ میں صدق توجہ الی اللہ کا نام مرتبۂ احسان

ہے جو جملہ کمالات ظاہری و باطنی کی اصل ہے۔ دل کو ماسوائے اللہ سے پاک رکھنا اور محبوبِ حقیقی کے سوا کسی کا اپنے دل میں گزر نہ ہونے دینا سرمایہ احسان ہے جو تصوف کے نام سے موسوم ہوا۔ تصوف نام ہے مجموعہ شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت کا۔ شریعت راستہ ہے، طریقت کا مطلب ہے، اس راستے پر چلنا اور جس مقام یا منزلِ مقصود کی طرف یہ راستہ راہنمائی کرتا ہے، وہ حقیقت کہلاتا ہے اور حقیقت کی روشنی میں جو علم سالکِ راہِ طریقت کو حاصل ہوتا ہے اسے معرفت کہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ تصوف اور شریعت میں کوئی مغایرت نہیں ہے، بلکہ

شریعت پر عمل کرنے کا نام ہی طریقت یا تصوف ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مثنوی میں ایک حدیث نقل کی ہے جو یہ ہے :اَلشَّرِیْعَتُ اَقْوَالِیْ وَالطَّرِیْقَتُ اَفْعَالِیْ وَالْحَقِیْقَتُ اَحْوَالِیْ وَالمَعْرِفَۃُ سِرِّیْ۔(شریعت میرے اقوال کا نام ہے ، طریقت میرے اعمال کا، حقیقت میری باطنی کیفیت کا اور معرفت میرا راز ہے)۔(تنبیہ المنکرین عن حقوق المرشدین، ص ۲۳)

نیز حضرت سید علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب کے تیسرے باب میں حدیثِ نبوی ﷺ نقل فرمائی ہے :مَنْ سَمِعَ

صَوْتَ اَھْلِ تَصَوُّف فَلَا یُؤْمِنَ عَلٰی دُعَائِھِمْ کُتِبَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْغَافِلِیْن۔ (یعنی جس نے اہل تصوف کی دعوت سنی اور قبول نہ کی تو اللہ کے نزدیک وہ غافلین میں لکھا جاتا ہے)۔

(کشف المحجوب، ص ۱۵۴)

بعض حضرات اس قسم کی احادیث کو خبرِ واحد یا خبر احاد کا نام دے کر زیادہ معتبر قرار نہیں دیتے لیکن اہل اللہ کے نزدیک یہی وہ احادیث ہیں جو حقائق سے لبریز اور معرفت کی جان ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن احادیث کے بہت راوی ہیں وہ زیادہ تر احکام طہارت، وضو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، خرید و فروخت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور عوام

الناس کے سامنے آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائیں۔لیکن اسرار ورموز اور حقائق ومعارف کی باتیں آپ نے چیدہ چیدہ اصحاب کے سامنے بیان فرمائیں اس لئے نہ ان کو تواتر نصیب ہوا نہ کثرتِ روایت۔ دراصل اہل معرفت کے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی یہی احادیث ہیں جن کو اصول حدیث کی رو سے خبر واحد یا اخبار احاد کہا گیا ہے۔ان دو احادیث کا بھی یہی حال ہے،روایت کے طور پر ضعیف اور معرفت کے نقطۂ نگاہ سے نہایت بلند۔علاوہ ازیں کتبِ حدیث میں بے شمار ایسی احادیث موجود ہیں جن میں تصوف کا لفظ تو نہیں آیا لیکن ہیں تصوف اور معرفت کی جان۔مثلاً

ایک حدیث قدسی یہ ہے جو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہے کہ جب میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اس کے کان،آنکھ،ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے سنتا ہے،مجھے سے دیکھتا ہے،مجھ سے ہر کام کرتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے۔اب کوئی شخص جتنا زور لگائے اس حدیث کے باطنی معنی کو اس سے علیحدہ نہیں کرسکتا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ یہ حدیث بھی علم باطن یا باطنی بصیرت سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک اور حدیث میں

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں پیچھے کی طرف بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح آگے کی طرف دیکھتا ہوں۔ یہ بھی نظرِ باطن پر دلالت کرتی ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نہ اپنے آسمانوں میں سما سکتا ہوں نہ اپنی زمین میں سما سکتا ہوں لیکن اپنے بندۂ مؤمن کے قلب میں سما سکتا ہوں۔عبدمؤمن کے قلب کی یہ وسعت صرف اہل تصوف ہی جانتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں۔علمائے ظاہر کے نزدیک اس کا کوئی مطلب نہیں نکلتا۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ مؤمن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔اب علمائے

ظاہر اس کا کیا مطلب نکال سکتے ہیں۔ظاہر میں اس کا کوئی مطلب ہی نہیں نکل سکتا۔ یہ سب علم باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔

(روحانیتِ اسلام،صفحہ ۷۲ تا ۷۴)

تصوف کا حصول فرضِ عین ہے

علم باطن اور علم تصوف کا حصول فرض عین ہے۔
تمام بڑے ائمہ کرام اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس علم کے حصول سے مشرف ہوئے۔ بہت سی احادیث مبارکہ سے بھی علم باطن ثابت ہے، اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔علم تصوف نصوص قطعیہ سے

ثابت ہے۔جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ
وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ۔ (یعنی نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام (رضی
اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو کتاب وسنت کی تعلیم دیتے ہیں اور
ان کے باطن کا تزکیہ فرماتے ہیں)۔ وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا
عِلْمًا۔ الاٰیۃ (ترجمہ :اور ہم نے (خضر علیہ السلام) کو علم
لدنی عطاء کیا تھا)۔

یہی عہد صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) میں
احسان سے موسوم تھا۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں
ہے کہ :**عن عمر رضی اللہ عنہ قال :بینما نحن جلوس عند
رسول اللہ ﷺ ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید**

**بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یریٰ علیہ اثر
السفر ولا یعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی ﷺ
فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ و
قال یا محمد ﷺ اخبرنی عن الاسلام، فقال
رسول اللہ ﷺ الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وانّ
محمداً رسول اللہ ﷺ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ
وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ
سبیلا، قال :صدقت فعجبنا لہ یسألہ و یصدقہ۔ قال
فاخبرنی عن الایمان۔ قال :ان تؤمن باللہ وملٰئکتہ
وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر وتؤمن بالقدر خیرہ**

**وشرہ۔ قال صدقت۔ قال فاخبرنی عن الاحسان۔ قال
ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ
یراک۔** (ذکرہ النووی فی الاربعین بروایۃ البخاری وابن ماجہ)

ترجمہ :حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم
ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک ایک نہایت سفید کپڑوں
اور بالکل سیاہ بالوں والا آدمی نمودار ہوا کہ جس پر سفر کے
اثرات معلوم نہیں ہوتے تھے اور ہم میں سے کوئی بھی اس کو
نہیں پہچانتا تھا تو حضور ﷺ کے سامنے بیٹھا اور اپنے گھٹنوں
کو نبی اکرم ﷺ کے گھٹنوں مبارک کے ساتھ کیا اور اپنی
ہتھیلیوں کو اپنے زانوؤں پر رکھ کر کہا کہ اے محمد ﷺ مجھے

اسلام کے متعلق خبر دیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
اسلام یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور تو نماز
پڑھا کر اور زکوٰۃ دیا کر، رمضان میں روزہ رکھا کر اور زادراہ
کی موجودگی میں حج بھی ادا کر تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے
سچ کہا۔ تو ہم نے تعجب کیا کہ ایک طرف سوال پوچھتا ہے
اور دوسری طرف تصدیق کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے
ایمان کے بارے میں بتائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایمان
یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں
اور کتب خداوندی اور رسولوں پر اور یوم آخرت اور تقدیر خیر و

شر پر یقین رکھے۔پس اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے سچ کہا۔ پھر کہا : مجھے احسان کے بارے میں بتائیں۔حضور ﷺ نے فرمایا : تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے گویا تم اسے دیکھتے ہو، اور اگر تم نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔ الحدیث (امام نووی نے الاربعین میں مذکورہ حدیث بخاری اور ابن ماجہ سے روایت کی ہے)۔

قال العلامة البلخی علیہ الرحمہ وفی مشکوٰة وغیرہ فی شرحہ :الاحسان راجع الی اتقان العبادات و مراعاة حقوق الله و مراقبة واستحضارعظمته و جلالته حال العبادات۔وھذا حال اولیاء الله العارفین رحمهم الله تعالیٰ الصارفين

اوقاتهم لافضل الاعمال واحسن الاحوال من محاسبة النفس و دوام ذكر الله و تصفية القلب ومراقبت الاعمال ومکاشفةالحضور والاحوال۔

ترجمہ :علامہ بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث مذکور کی شرح میں فرمایا ہے کہ احسان عبادات کے اتقان، حقوق اللہ کی مراعات مراقبۃ اللہ تعالیٰ، اللہ کی عظمت کا استحضار اور عبادات کے وقت اللہ تعالیٰ کی جلالیت کا استحضار کرنا ہے یعنی احسان ان مذکور اشیاء سے عبارت ہے۔یہ مرتبہ احسان جو حدیث شریف میں ذکر ہوا اولیاء اللہ کا حال ہے جو عارفین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں اور اپنے اوقات بہترین احوال و اعمال

کیلئے صرف کرتے ہیں۔اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اور ہر وقت اللہ کا ذکر کر کے اور اپنے دل کو (امراض باطنہ سے) صاف کرتے ہیں اور اعمال حسنہ کے منتظر رہتے ہیں۔

(الی ان قال بعد ذالک فی صفحة 11) واما العلم اللدنی الذی یسمون اھلھا بالصوفیة الکرام علیہم الرحمہ فھو فرض عین لان ثمراتها تصفية القلب عن اشتغال بغير الله تعالیٰ واتصافه بدوام الحضور وتزكية النفس عن رزائل الاخلاق من العجب والكبر والحسد وحب الدنيا والكسل فی الطاعات وغيرها۔(قال به القاضی ثناءالله الفانی فتی علیہ الرحمہ فی تفسير المظهری و

ارشادالطالبين وتصانيفه الاخرىٰ قال به الغزالی رحمه الله تعالیٰ ایضا۔ وقال به المجدد رضی اللہ عنہ والشيخ عبد الحق علیہ الرحمہ ایضا۔ ترجمہ :اس کے بعد صفحہ ۱۱ پر رقم طراز ہیں کہ علم لدنی جس کے حاملین صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں تو ہر مسلمان پر فرض عین ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں قلب ماسویٰ اللہ سے صاف ہوجاتا ہے اور دوام حضور سے متصف ہوجاتا ہے اور نفس اخلاق رزیلہ سے صاف ہوتا ہے جیسا کہ عجب تکبر، حسد، محبت دنیا، طاعات میں سستی وغیرھا۔تصوف کی فرضیت پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پاتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری

اور ارشاد الطالبین وغیرھما کتابوں میں تصریح فرمائی ہے۔
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبد الحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر قول کیا ہے۔

وفی کفایة الاتقیاء صفحه ۲۲۱ ورکعة من عارفؒ افضل من الف رکعة من عالم غیر عارف ولا عبرة لانکار بعض المبتدعة لانهم شاهدوا فی انفسهم لم یجدوا احدامتصفا بالکرامة و الخوارق والمواجید والاحوال لو قوعهم فی الزیغ والضلال فوقعوا فی انکار التصوف واهله ویحسبون انهم علی هدی من ربهم کما هو داب جمیع الفرق

الضالة۔

ترجمہ : کفایۃ الاتقیاء کے صفحہ ۲۲۱ پر مذکور ہے کہ عارف کی ایک رکعت نماز غیر عارف عالم (عالمِ ظاہر) کی ایک ہزار رکعت سے بہتر ہے اور تصوف سے بعض مبتدعین کے انکار کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی بھی کرامت، خوارق اور مواجید و احوال سے متصف نہیں ہے کیونکہ وہ مبتدعین کجروی اور گمراہی میں واقع ہوئے ہیں۔ تو تصوف اور اہل تصوف کا انکار کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی جانب سے ہدایت پر ہیں۔ جیسا تمام گمراہ کن فرقوں کے یہی اخلاق ہیں۔

واخذالتصوف کثیرمن الثقات کابی حنیفهؓ من جعفرالصادقؓ وفضیل بن عیاضؒ و تصوف الشافعیؒ من هبیرة البصریؒ والامام احمد بن حنبلؒ من بشر الحافیؒ والامام محمد بن الحسن الشیبانیؒ من داؤد طائیؒ والامام ابو یوسفؒ من حاتم الاصمؒ کذافی جواهر الغیبی ایضا صفحه ۲۳۲، واخذ التصوف الامام الغزالیؒ والجامیؒ والنابلیسیؒ والشعرانیؒ والرافعیؒ والدمیاطیؒ

والسید سند الجرجانیؒ والشیخ عبد الحق الدهلویؒ والعلامة علی القاری المکیؒ و خلائق اعلام لایحصون من زمن النبیﷺ الی الاٰن بالتواتر الغیر منقطع۔

(شرح اربعین للبلخی صفحہ ۱۰،۱۱،۱۲)

ترجمہ : اور علم تصوف بہت سے بزرگان دین نے اخذ کیا ہے جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ اور فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ سے طریقت اخذ کی ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ نے ہبیرہ بصری رضی اللہ تعالیٰ سے، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ نے بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ سے، امام شیبانی رضی اللہ تعالیٰ

نے داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ سے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے تصوف اخذ کیا ہے۔ یہ مسئلہ جواہر غیبی صفحہ ۲۳۲ پر مذکور ہے۔ نیز امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ شیخ عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ دمیاطوی رحمہ اللہ تعالیٰ، سید سند جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالی اور علامہ ملا علی قاری مکی رحمہ اللہ تعالی اور دیگر اعلام اور دوسرے بے شمار لوگوں نے تصوف اخذ کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مقدسہ سے لیکر آج تک یہ معاملہ تواتر غیر منقطع سے جاری ہے۔

اور یہی علم باطن نبی اکرم ﷺ کے سینہ مقدسہ سے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو استعدادات کے موافق حاصل ہوتا تھا جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ **ما صب اللہ شیئاً فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر (الحاوی للسیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ)**۔

تو مذکورہ حدیث شریف سے تصرف باطنی، توجہ، سرایت فیض اور علوم باطنی کی تدریس ثابت ہے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل حدیث سے بھی علم باطن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد میں ثابت ہوتا ہے۔ ارشاد ہے: **عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ حفظت من رسول اللہ ﷺ وعائین (ای من العلم) فاما احدھما**

فبثثتہ فیکم و اما الاٰخر فلو بثثتہ لقطع ھذا البلعوم (ای الحلقوم)۔ رواہ البخاری۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو اقسام کے علوم سیکھے۔ ایک کو میں نے تم پر ظاہر کر دیا ہے۔ اور دوسرے کو ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے گا۔)

تو اس حدیث شریف میں بھی علم کی قسم ثانی سے مراد علم باطن اور علم اسرار ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث مذکور کی شرح میں اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۷۷، ج ۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ''وگفتہ اند

کہ مراد بہ اول علم احکام و اخلاق است کہ مشترک است میان خواص و عوام و ثانی علم اسرار کہ محفوظ و مضون است از اغیار از جہت باریکی و پوشیدگی آن و عدم وصول فہم ایشان بدان۔ و مخصوص است بہ خواص از علماء باللہ از اھل عرفان رحمہم اللہ تعالیٰ''

اور بعض شارحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے قسم ثانی سے مراد اخبار فتن اور فساد دین وغیرہ مراد لیا ہے لیکن محدث موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ص ۱۷۷ پر کچھ آگے فرماتے ہیں: ''پوشیدہ نماند کہ اگر مراد این قائل نفی علم باطن و وجود حقائق و اسرار است کہ فہم عوام بدان نرسد و

افشائے آن مصلحت وقت نباشد وصلاح روزگار بعض
مخاطبان در آن نبود بے شک در دائرہ علم این چنین علمہا است
پس مکابرہ است۔ و اگر گوید علم حقائق واسرار ثابت است
واقع است لیکن در حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشارہ
بچیزے دیگر است کہ گفتہ شد نہ بان علم۔ بوجود قرآن کہ
مذکور شد و نیز تخصیص ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدان باوجود
دیگران از عظمائے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعدم فہم ایشان
آنرا و حکم کردن بقتل او خالی از بعدے نیست این سخن دیگر
است۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۷۷، ج ۱)

تو معلوم ہوا کہ علم باطن احادیث مبارکہ سے

ثابت ہے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں موجود
تھا۔ اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی حدیث
مذکور کی شرح میں مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۳ جلد ۱ پر
رقمطراز ہیں کہ **فاما احدهما وهو علم الظاهر من
الاحكام والاخلاق فبثثته اى اظهرته بالنقل فيكم واما
الاخر وهو علم الباطن فلو بثثته (اى نشرته وذكرته
لكم بالتفصيل) قطع هذا لبلعوم بضم الباء اى
الحلقوم لان اسرار حقيقة التوحيد مما يعسر التعبير
عنه على وجه المراد ولذا كل من نطق به و وقع فى
توهم الحلول و الالحاد اذ فهم العوام قاصر عن**

ادراک المرام و من كلام الصوفية رحمہم اللہ **: صدور
الاحرار قبور الاسرار۔** ترجمہ: پس ان دونوں علوم (میں
سے) ایک علم ظاہر ہے جو کہ احکام اور اخلاق کا علم ہے میں
نے تمہارے درمیان شائع کیا یعنی نقل کے ذریعے تم پر
ظاہر کیا اور دوسری قسم کا علم جو کہ علم باطن (اسرار اور دقائق)
کا علم ہے اگر میں اسکو بھی شائع کر دوں یعنی اسے نشر کروں
اور آپکو تفصیلاً بیان کروں تو میرا حلق کاٹ دیا جائیگا (بلعوم باء
کی پیش سے حلقوم کو کہتے ہیں) کیونکہ حقیقت اسرار سے
حقیقی مراد پر تعبیر کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے لہٰذا جس کسی نے
اس سے تعبیر کیا ہے تفصیلاً تو حلول اور الحاد کے توہم میں

واقع ہوا ہے کیونکہ عوام کا فہم مقصود کے ادراک سے قاصر
ہے۔ اس لئے صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
احرار (عارفین رحمہم اللہ تعالیٰ) کے سینے اسرار خداوندی
کیلئے قبور ہوتے ہیں۔ (مرقات ص ۳۱۳، ج ۱)

یعنی اسرار کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ اسماء وصفات
کے متعلق علوم و معارف بیان کرتے ہیں اور اسرار کے
بیان میں اجمال اور رمز و اشارہ سے کام لیتے ہیں) اگرچہ توجہ
کے ذریعہ بطریق انعکاس ایک سینہ سے دوسرے سینہ کو
منتقل کیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف سے علامہ عبدالوہاب

شعرانیؒ علم باطن کے ثبوت اور تجلیات ربانیہ کے ورود پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ **عن ابی ھریرۃ** رضی اللہ عنہ **قال جاء الناس الی النبی** ﷺ **فقالوا: یا رسول اللہ** ﷺ **انا نجد فی نفوسنا ما یتعاظم احدنا ان یتکلم بہ فقال :او قد وجدتموہ قالوا نعم قال فذالک من صریح الایمان انتھی وان سوالھم انما کان فی المعارف الالٰھیة والتجلیات الربانیہ التی یخاف من النطق بھا الوقوع فی الکفر کما اشار الیہ رسول اللہ** ﷺ **بقولہ** ﷺ **لھم** رضی اللہ عنہ **(ذالک من صریح الایمان) و ان سؤالھم لم یکن فی شیء من مبادی**

السلوک کاصلاح فرائضھم وسننھم لان ذالک لا یتعاظم فی نفس المؤمن۔السؤال عنہ۔

(انوار قدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیہ ص ۴۰،۱۴۱ج۱)

ترجمہ :ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہم اپنے اندر ایسی چیزیں پاتے ہیں کہ ہم میں سے کسی ایک کو اس پر تکلم کرنا مشکل ہوتا ہے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ نے یہ چیزیں پالیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں؛ پس فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور انکا سوال معارف الہیہ سے متعلق تھا اور ان تجلیات ربانیہ کے متعلق

تھا کہ اس پر تکلم کرنے سے کفر میں واقع ہونے کا ڈر ہوتا تھا جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اس قول سے انکو اشارہ فرمایا اور انکا سوال مبادی سلوک کے متعلق نہیں تھا جیسا کہ فرائض وسنن کی اصلاح کرنا وغیرہ کیونکہ اس کے متعلق سوال کرنا مؤمن کے نفس میں مشکل نہیں ہوتا۔

اور بعض دیگر شارحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس سے مراد وسوسہ لیا ہے لیکن یہ بات نہایت ضعیف ہے کیونکہ وسوسہ نفسِ ایمان نہیں ہے تو صریح ایمان کس طرح ہوسکتا ہے جو کہ کامل اور صحیح ایمان ہے) **اللھم الا** کہ یہ توجیہ کی جائے کہ وسوسہ کو برا ماننا صریح ایمان ہے لیکن معنی اول پر

حمل کرنا اولیٰ ہے **کما حققہ الامام الشعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔**

اس کے علاوہ علم باطن کے ثبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات ص ۱۵۱ ج۱ کتاب العلم کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

مراد علم این است کہ متعلق است بکتاب وسنت وآن دو قسم است (۱) مبادی و(۲) مقاصد۔ مبادی علومی کہ موقوف است معرفت کتاب وسنت برآن مثل لغۃ ونحو، وصرف و جز آن از علوم عربیت و مقاصد آن چہ متعلق است باعمال و اخلاق و عقائد۔ واین ھمہ علم معاملہ است۔ وعلم

مکاشفہ نوریست کہ بعد از سلوک طریق حق وصدق معاملت
در دل افتد کہ بدان معرفت حقائق اشیآء چنانچہ ھست
منکشف گردد۔ ومعرفت ذات وصفات و افعال حق سبحانہ
وتعالیٰ رونماید واین راعلم حقیقت وعلم وراثت خوانند۔ بحکم
حدیث **(من عمل بما علم ورثه الله علم مالم یعلم)** یعنی
ہرچہ عمل کند بآنچہ دانستہ ونہ خواندہ است ازعلم ظاہر، روزی
گرداند وبخشدااوراخدایتعالیٰ علم آنچہ ندانستہ وخواندہ است و
آیۃ کریمہ **(وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ یُعَلِّمُکُمُ اللّٰهُ (البقرۃ ۲۸۲))** نیز
اشارت باین معنی است وعلم ظاھر و باطن کہ گویند این معنی
دارد ونسبت ھر دو بیکدیگر نسبت تن وجان و پوست ومغز

است واحادیث وآیات کہ درشان علم وفضیلت آن واقع شدہ
شامل ھمہ این اقسام مذکورہ است بر تفاوت درجات آن
(کہ مراتب وشرافت اصناف علوم مختلف است) ''اشعۃ
اللمعات''۔

اورعلوم کی اقسام کے درمیان تفاوت درجات کو
امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالہ مبدأومعاد صفحہ ۵۸ منھا
۳۸ میں بیان فرمایا ہے کہ : ''شرافت علم باندازۂ شرف و
رتبہ معلوم است معلوم ھر چند شریف ترعلم آن عالی تر پست
علم باطن کہ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ بان ممتاز انداشرف باشد ازعلم
ظاھر کہ نصیب علماء ظواھر است برقیاس شرافت علم ظاھر بر

علم حیاکت وحجامت''

(رسالہ مبدامعاد)

پس یہی علم باطن ہے کہ علم تصوف، طریقت،
سلوک، تزکیہ وتصفیہ، احسان اور علم لدنی وغیرھا مختلف
ناموں سے مختلف زمانوں میں موسوم کیا جاتا رہا ہے۔ جیسا
کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے (مالابدمنہ) میں
کتاب الاحسان سے موسوم کرکے مستقل باب باندھا ہے۔
فرماتے ہیں کہ :این ہمہ کہ گفتہ شد (یعنی اقسام عبادات)
صورت اسلام وایمان وشریعت است ومغز وحقیقت او در
خدمت درویشان رحمہم اللہ تعالیٰ باید جست وخیال نکرد کہ
حقیقت خلاف شریعت است کہ این سخن جھل وکفر است

بلکہ ہمین شریعت است کہ در خدمت درویشان رحمہم اللہ
تعالیٰ چون قلب ازتعلق علمی وجبی کہ بما سوی اللہ داشت
پاک شود ورزائل نفس برطرف گشتہ نفس مطمئن شود واخلاص
بھم رساند شریعت درحق او باز مغز شد ونماز او عند اللہ تعلق دیگر
بھم رساند دو رکعت او بھزار لکھ رکعت دیگران باشد وہمچنین
صوم وصدقہ (ودیگر عبادات)۔

(مالابدمنہ صفحہ ۱۳۶، کتاب الاحسان)

پس معلوم ہوا کہ علم باطن اشرف العلوم اور افضل
العلوم ہے جیسا کہ یہ بات (مبدأ ومعاد) کی عبارت سے
واضح ہے، پس علم باطن احادیث مبارکہ اور آیات قرآنیہ
سے ثابت ہے اور عہد نبی ﷺ اور عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سے لیکر آج تک متواتر چلا آرہا ہے۔

اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ علم باطن اور کمالات ولایت کا طلب کرنا فرض عین ہے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں : **ومن ههنا يظهر فرضية اخذ الطريقة الصوفية والتشبت باذيال الفقراء رحمة الله عليه كفرضية قرأة كتاب الله تعالىٰ وتعلم احكامه۔**

(ص ۴۴۳، ج ۱ تفسیر مظہری)

اسی طرح مذکور مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر مذکور میں تحت قولہ تعالیٰ (**فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ، الآيه**) فرماتے ہیں کہ

علم تصوف فرض علوم میں سے ہے۔ عبارت ملاحظہ کیجئے : **واما لعلم اللدني فى الذي يسمون أهلها بالصوفية الكرام فهو فرض عين لان ثمراتها تصفيه القلب عن الاشتغال بغير الله تعالى واتصافه بدوام الحضور وتزكية النفس عن رزائل الأخلاق من العجب والكبر والحسد وحب الدنيا والكسل فى الطاعات وإيثار الشهوات والرياء والسمعة وغير ذلك وتجليتها بكرام الأخلاق من التوبة والرضا بالقضاء والشكر على النعماء والصبر على البلاء وغير ذلك ولا شك ان هذه الأمور محرمات وفرايض على كل**

بشر أشد تحريما من معاصى الجوارح وأهم افتراضا من فرائضها فالصلوة والصوم وشيء من العبادات لا يعبأ بشئ منها ما لم تقترن بالإخلاص والنية قال رسول الله صلّى الله عليه وسلم ان الله لا يقبل من العمل الا ما كان له خالصا وابتغى به وجهه رواه النسائي عن ابى امامة وقال عليه السلام ان الله لا ينظر الى صوركم وأموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم- رواه مسلم عن ابى هريرة وكل ما يترتب عليه من الفروض الأعيان فهو فرض عين والله اعلم۔

(ترجمہ) اور علم لدنی جس کے حاملین صوفیہ کرام رحمہم اللہ

تعالیٰ سے مسمی ہیں، کا طلب کرنا فرض عین ہے کیونکہ اس علم کا ثمرہ یہ ہے کہ ماسویٰ اللہ تعالیٰ کے اشتغال سے دل صاف ہو جائے اور دوام حضور سے متصف ہوجائے اور نفس بھی اخلاق رزیلہ سے صاف ہوجائے، مثلاً عجب، تکبر، حسد، محبتِ دنیا، طاعات میں سستی، شہواتِ نفسانی کو پسند کرنا، ریاکاری، سمعہ وغیرہا، نیز نفس اخلاق حمیدہ سے متصف ہوجائے مثلاً توبہ کرنا، نعمتوں پر شکر کرنا، مصائب پر صبر کرنا وغیرہ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ اخلاق رزیلہ ہر بشر مکلف پر جوارح کے محرمات سے اشد محرمات ہیں اور مذکورہ فرائض ہر بشر مکلف پر جوارح کے فرائض سے اشد ہیں کیونکہ نماز،

روزہ اور دوسری عبادات اس وقت تک معتد بھا اور مقبول نہیں ہیں جب تک کہ اخلاص دل اور صدق نیت اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول فرماتا ہے جو کہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء کے حصول کے لئے ہو اور اس عمل سے مقصود رضاء خداوندی کا طلب کرنا ہو۔ نیز نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (مظہری ج ۴ سورۃ توبہ، ص ۳۲۴)

اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جس چیز پر فرض عین اشیاء مرتب ہوتی ہیں تو یہی مرتب علیہ بھی فرض عین ہے، اسی طرح

تحصیل کمالات باطنیہ کی فرضیت اور وجوب کے بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ارشاد الطالبین ۱۳، ۱۴ میں فرماتے ہیں کہ :

''طلب طریقت وسعی کردن برائے تحصیل کمالات باطنی واجبست چرا کہ حق تعالیٰ منیفر ماید یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِهٖ یعنی اے مسلمانان پرہیز کنید از نامرضیات خدا کمال پرہیزگاری یعنی درظاہر وباطن چیزی خلاف مرضی خدا تعالیٰ نباشد از عقائد واخلاق بکمال تقویٰ وامر برائی وجوب میباشد وکمال تقویٰ بدون ولایت صورت نہ بندد چنانچہ ذکر کردہ شد رزائل نفس از حسد وحقد وکبر

وریاء وسمعہ وعجب ومنت وغیر آن کہ حرمت آن از کتاب و سنت واجماع ثابت است تا کہ زائل نشود کمال تقویٰ چگونہ صورت بندد واین متعلق ست بہ فنای نفس وترک معاصی کہ تقویٰ عبارت ازان است ومعبر است بصلاح جسد کہ ثمرہ صلاح قلب است چنانچہ در حدیث مذکور شدہ اند وآنرا صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ فنائے قلب گویند ولایت عبارت از فنائے نفس است صوفیان (رحمہم اللہ تعالیٰ) گفتہ اند کہ راہی کہ مادر صدر آن یم ہمگی ہفت گام است یعنی فنائے لطائف خمسۂ عالم امر قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ وفنائے نفس وتصفیۂ لطیفہ قالبیہ، کہ عبارت از صلاح جسد است تقویٰ بکثرت

نوافل تعلق ندارد وتقویٰ عبارت است از اتیان واجبات، وپرہیز کردن از منہیات ادائے فرائض وواجبات بدون اخلاق ہیچ اعتبار ندارد قال اللہ تعالیٰ (فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْن) وپرہیز از منہیات بدون فنائے نفس صورت نمی بندد۔

پس تحصیل کمالات ولایت از فرائض آمدہ۔ پس سعی در ترقی مقامات قرب وتحصیل تقویٰ دائما واجب گشتہ وطلب زیادۃ علم باطن از فرائض آمدہ قال اللہ تعالیٰ (وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا) یعنی بگوای محمد ﷺ کہ الٰہی علم من زیادہ کن وقناعت از مراتب قرب حرام است بر کامل چنانچہ

حرام ست بر ناقص انتہی''

پس حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارات انیقہ سے واضح ہوا کہ علم باطن فرض عین ہے اور اسکی طلب بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اسکا عدم طلب حرام اور موجب فسق ہے اور اسکا انکار کفر بواح ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ولایت لطائف سبعہ کی فناء پر موقوف ہے اور اس سے لطائف خمسہ کے اسماء بھی ثابت ہو گئے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جب فناء قلب اور فناء نفس حاصل ہو جائیں تو ولایت محقق ہو جاتی ہے اور فنا اشتغال ماسویٰ اللہ کی نجات سے عبارت ہے اور ماسوی اللہ سے قلب

کا تصفیہ اور خلو حیات قلبی بذکر اللہ پر موقوف ہے اور نفس کی ماسوی اللہ سے آزادی حیات نفس بذکر اللہ پر موقوف ہے۔ پس جب سالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قلب اور دیگر لطائف مذکورہ ذکر اللہ سے زندہ ہو کر فنا فی اللہ ہو جائیں تو سالک ولی اللہ بن جاتا ہے اور لطائف سبعہ کی فناء کے بعد تلقین نفی اثبات کی جاتی ہے اور فیض کے متعدی ہونے کی وجہ سے خلافت سے سرفراز کیا جاتا ہے جیسا کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں یہی معمول مشائخ کبار رحمہم اللہ تعالیٰ ہے اور ہمارے طریقہ مجددیہ سیفیہ میں بھی یہی مذکور چیز بدیہی الوجود ہے۔ اس کے علاوہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی

تصانیف میں جگہ جگہ اس بات کی تصریح کی ہے کہ علم باطن فرض علوم میں داخل ہے۔ اسی طرح قدوۃ المحققین محبوب سبحانی حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف، جلد ۱، مکتوب ۲۱۹ ص ۱۲۷، ۱۲۸ پر رقمطراز ہیں کہ علم باطن کے حکماء حاذق رحمہ اللہ تعالیٰ (کامل مکمل مشائخ) کی صحبت میں برائے کسب کمالات باطنیہ حاضر ہونا فرض عین ہے۔

نیز امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **من تفقه و لم يتصوف فقد تفسق**۔ یعنی جس کسی نے علم ظاہری حاصل کیا اور علم تصوف حاصل نہ کیا تو یقینا فاسق ہو گیا (کیونکہ عمداً فرض عین کا ترک فسق ہے)۔

(مرقات شرح مشکوۃ ص ۳۱۳، ج ۱)

اسی طرح امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لو لا السنتان لهلک النعمان علیہ الرحمہ

ترجمہ: اگر میرے دو سال تحصیل کمالات باطنیہ میں صرف نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت کوفی ہلاک ہو جاتا۔

(نبراس ص ۵۱۹ حاشیہ ۷ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، کتاب قطب الارشاد)

پس ان دو سالوں سے مراد وہ دو سال ہیں جس میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طریقہ صدیقیہ نقشبندیہ میں کمالات باطنیہ حاصل کئے اور طریقہ قادریہ علویہ میں حضرت فضیل بن عیاض

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم باطنی حاصل کیا۔ بعض لوگوں نے ان دوسالوں سے آپ کی عمر مبارک کے آخری دو سال مراد لئے ہیں لیکن یہ غلط محض ہے کیونکہ اس کی بناء پر مسائل اجتہادیہ غیر معتمد ہو جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ بلکہ محققین نے فرمایا ہے کہ ان دوسالوں سے مراد قبل الاجتہاد نوجوانی کے دو سال ہیں۔ کہ نور فراست اور کمالات باطنیہ اور علوم ظاہریہ کی تحصیل کے بعد اور مرتبہ اجتہاد مطلق پر فائز ہونے کے بعد حضرت الامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استنباط مسائل اجتہادیہ شروع فرما کر ساری امت مسلمہ کیلئے چراغ روشن بن گئے۔ اور حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمہ اللہ تعالیٰ اویسی فرمایا

کرتے تھے کہ **لولا السنتان** میں سین کی ضمہ سے پڑھنا راجح ہے یعنی مطلب یہ ہوا کہ اگر دوسنت یعنی ثابت بالسنۃ چیزیں نہ ہوتیں کہ ایک علم باطن ہے اور دوسرا علم ظاہر ہے تو حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہلاک ہو جاتے کیونکہ محرمات ظاہرہ اور باطنہ سے اجتناب اور فرائض ظاہرہ باطنہ پر امتثال ان دوعلوم پر مبنی ہے اور ان دوعلوم کے بغیر محرمات کا ارتکاب اور فرائض ترک کرنا لازم آتا ہے جو کہ ہلاکت ہے مذکورہ تمام دلائل سے واضح ہوا کہ علم باطن کی طلب فرض عین ہے اور عدم طلب فسق ہے اور انکار کفر ہے۔

لیکن علم ظاہر اور احکام شرعیہ کا علم فنون مدونہ پر

موقوف نہیں بلکہ اگر فنون مدونہ کے ذریعہ حاصل ہو جائے یا صحبت علماء راسخین سے انکے اقوال سننے سے حاصل ہو جائے یا مشائخ کبار رحمہم اللہ تعالیٰ کے عمل سے فقہ اور علم اخذ کیا جائے تو ان تمام صورتوں میں علم ظاہر سے اتصاف صحیح ہے بلکہ موخر الذکر دو طریقے خیر القرون اور بالخصوص عہد نبوی ﷺ میں معمول تھے۔

ردالمحتار مشہور بفتاویٰ شامی (ص ۴۲ ج ۱) میں ہے :**قولہ وعلم القلب ای علم الاخلاق وھو علم یعرف بہ انواع الفضائل وکیفیۃ اجتنابھا لما علمت من ان علم الاخلاص والعجب والحسد والریاء**

فرض عین :فیلزمہ ان یتعلم منھا ما یریٰ نفسہ محتاجا الیہ وازالتھا فرض عین :ولا یمکن الا بمعرفۃ حدودھا واسبابھا وعلاماتھا وعلاجھا فان من لم یعرف الشر یقع فیہ انتھی ملخصاً۔

ترجمہ :اور علم قلب جسے علم الاخلاق باطنہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ ایسا علم ہے کہ جس کے توسط سے انواع فضائل اور رزائل اور کیفیت اکتساب اور اجتناب معلوم ہوتے ہیں۔ پس جب علم اخلاص اور عجب اور ریا کا جاننا فرض عین ہے تو لازم ہے ان کا حصول بقدر اندازہ، اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ جو صفات پہلے ذکر ہو چکی ہیں ان کا ازالہ کرنا فرض عین ہے۔

اور یہ ممکن نہیں ہے مگر اس کی معرفت ہونے اور اس کے حدود اور اسباب و علامات اور علاج جاننے کے بعد، اس لئے کہ جو شر نہیں جانتے ضرور شر میں واقع ہوں گے۔

علامہ سید احمد طحطاوی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرضیتِ علم تصوف کے بارے میں لکھتے ہیں: **وکذالک یفترض علیہ علم احوال القلب من التوکل والانابۃ والخشیۃ والرضیٰ فانہ واقع فی جمیع الاحوال وشرف ھذا العلم لایخفی علی احدٍ۔**

(حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۳، ج ۱)

ترجمہ: اور اسی طرح فرض ہے مسلمان پر علم

قلب کے احوال کا جو کہ عبارت ہے توکل اور انابت اور خشیت اور قضا پہ رضا اسلئے کہ انسان تمام عمر اور تمام احوال میں انہی صفات قبیحہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اس علم کی شرافت کسی پر مخفی نہیں ہے۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: **فیجب علیکم ان تحکم احکام الشرع من الاصل والفرع فربما انت مقیم علی کفر و بدعۃ او علی غفلۃ ممایفسد علیک طھارتک اوصلاتک او یخرجھما عن کونھما علی وفق السنۃ ثم مدار ھذا الشان ایضاً علی العبادات الباطنۃ التی ھی من فروض**

الاعیان من التوکل والتفویض والتسلیم والرضاء والتوبۃ والانابۃ والصبر والشکر والاخلاص فی النیۃ ونحوھا۔ ترجمہ: پس لازم ہے تم پر کہ حکم کو صادر کرلو جو کہ مطابق اور موافق ہو اصل اور فرع کے ساتھ۔ بہت سے اوقات میں تم کفر اور بدعت میں وقت گزارتے ہو، یا غفلت میں جو کہ فاسد کردیتا ہے طہارت اور نماز اور باقی طرز وطریقہ مسنونہ اور شریعت کی اہمیت سے تجھے خارج کردیتا ہے۔ اور مدار اور اعتبار ان اعمال کا مربوط ہے کہ اوامر پر عمل کیا جائے، اور عباداتِ باطنیہ فرض عین کے جملوں سے شمار کیا جاتا ہے جو کہ عبارت ہے توکل اور تفویض، تسلیم

اور قضا پہ رضا، توبہ وانابت، صبر وشکر اور اخلاص نیت اور اس کے مثل باقی اور صفات۔ (شرح عین العلم، ص ۲۹، ج ۱)

وکذالک یفترض علیہ علم احوال القلب من التوکل والانابۃ والخشیۃ والرضاء فانہ واقع فی جمیع الاحوال انتھی لفظہ۔

ترجمہ: اور اسی طرح فرض ہے علم احوال قلب، جو کہ عبارت ہے توکل، انابت، خشیت، اور رضا پر، کیونکہ یہ واقع ہوتے ہیں انسان پر جمیع احوال میں۔

(تعلیم المتعلم ص ۵، الطریقۃ المحمدیہ ص ۹۰)

علامہ عبد الغنی النابلسی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وکذالک یفترض علیہ ای علی المسلم علم احوال

القلب وما يعتريه من الاخلاق الجميلة التحرز عن ضدها بتعليمهامن التوكل على الله تعالیٰ والانابة ای الرجوع اليه سبحانه والخشية منه سبحانه والرضاء عنه تعالیٰ فی کل افعاله واحکامه فانه ای ذالک المسلم واقع مدة عمره فی جميع الاحوال القلبية المذکورة وقال بعداسطر فان الکبر والبخل والجبن والاسراف حرام بلا خلاف ولا يمکن التحرز عنها بطريق الاکتساب الا بعلمها وعلم ما يضادها انتهی بلفظه۔

ترجمہ :اوراسی طرح فرض ہے مسلمان پرعلم احوال قلب،

اورعلم اس چیز کا جوشامل ہوقلب کی طرف اخلاق جمیلہ سے اوراپنے آپ کو بچانا اخلاق جمیلہ کے ضد سے اوران سب کے حصول کا سبب توکل علی اللہ اورانابت اوررجوع الی اللہ اورخوف اورخشیت اور رضا اللہ جل شانہ سے تمام افعال و احکام میں اسلئے کہ مؤمن تمام عمرانہی احوال قلبیہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ حدیقۃ الندیہ کے مؤلف چندسطور بعد لکھتے ہیں، کہ کبر اوربخل اور بزدلی اوراسراف علماء کے اتفاق سے حرام ہیں مگر اپنے آپ کو بچانا ان سب سے، کسب کے ذریعے ممکن نہیں، سوائے علم احوال قلب کے حصول کے۔

(الحدیقۃ الندیۃ ص ۳۲۳، ج ۱)

الوسیلۃ الاحمدیہ میں ہے :**يفترض عليه علم**

احوال القلب يعلم ذالک باعتبار حقائقها وآفاتها ودوائها۔

ترجمہ :فرض ہے مؤمن مسلمان پراحوال قلب کاعلم، جو کہ پہچانا جاتا ہے حقائق کے اعتبار اورآفات اوران کے علاج سے، جو کہ توکل اورانابت اورخشیت کے قبیل سے ہے۔ (الوسیلۃ الاحمدیہ، شرح الطریقۃ المحمدیہ، ص ۲۵۲، ج ۱)

بریقۃ المحمودیہ میں ہے :**يفترض علم احوال القلب من التوکل وتفويض الامر الی الله والاعتماد عليه تعالیٰ قيل هو السکوت تحت اقدار الله تعالیٰ والانابة الرجوع اليه تعالیٰ والخشية الخوف بسبب**

المعرفة قال ﷺ انی لاعرفکم بالله واشدکم له خشية۔ ترجمہ :فرض ہے مسلمان پراحوال قلب کاعلم جوکہ عبارت ہے(۱) توکل سے، یعنی تمام امور کوسپرد کرنا اللہ جل شانہ کی طرف، اوراعتماد اللہ تعالیٰ پر کرنا اوربعض نے کہا ہے کہ توکل سکوت ہے زیرِ قدرت الٰہی سے (۲) مقام احوال میں سے انابت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، (۳) مقام خشیت ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے، جیسے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ”میں تم میں سب سے زیادہ اللہ جل شانہ کی معرفت رکھتا ہوں اورتم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے

ڈرتاہوں''۔

(بریقۃالمحمودیہ،ص ۲۵۲، ج۱اورص ۳۲۱، ج۱)

سراج العارفین میں لکھا ہے : **واما حکمه فهو الوجوب العینی علی کل مکلف وذالک لانه کمایجب علم مایصلح الظاهر کذالک یجب علم ما یصلح الباطن۔**

ترجمہ : شارع کی طرف سے تصوف کا حصول وجوب عینی ہے، جیسے کہ مکلف پر علم اصلاح ظاہر واجب ہے، اسی طرح علم اصلاح باطن بھی واجب ہے۔

(سراج العارفین شرح منہاج العابدین،ص۱)

سوال: اگر کوئی سوال کرے کہ پہلے صفحات میں اپ

نے علم باطن کو فرض عین کہا تھا اور اس عبارت میں وجوب کا درجہ دے رہے ہیں، تو دونوں عبارات میں تضاد آ گیا۔

جواب : یہ بات فقہ کی عام کتابوں میں اور اصول فقہ کی کتابوں میں اور اصول کلامیوں میں مشہور ہے کہ وجوب عینی کو فرض عین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اسی عبارت میں لفظ اصلاح باطن آیا ہے، اور اصلاح باطن جو پہلے صفحات میں گزر چکا ہے، وہ عبارت ہے خوف اور خشیت اور انابت اور تفویض اور توکل سے، جن کا حصول فرض عین تھا۔ تو معلوم ہوا کہ وجوب عینی کو فرض عین سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

ایقاظ الھمم میں ہے : **وحکم شارع فیه فقال الغزالی علیہ الرحمۃ انه فرض عین اذلا یخلو احدمن عیب او مرض الاالانبیاء علیهم السلام قال الشاذلی من لم یتشغل فی علمنا هذا مات مصراً علی الکبائر وهو لایشعر وحیث کان فرض عین یجب السفر الی من یأخذه عنه۔ اذا عرف بالتربیة واشتهر الدواء علی یده۔**

ترجمہ : شارع کا حکم امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق سے فرض عین ہے، اس لئے کہ کوئی بھی فرد انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ عیوب و امراض باطنیہ سے خالی نہیں ہے۔

اور پہلی عبارات سے صراحتاً معلوم ہوا کہ باطنی امراض کا علم علماء کے اتفاق سے تصوف اور عرفان ہے۔ امام شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو ہمارے علم میں کوشش نہ کرے البتہ وہ باطنی امراض اور گناہوں پہ اصرار اور استمرار رکھے اور بغیر توبہ کے دنیا سے چلا جائے گا، تو یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ اور اسے خبر بھی نہیں ہوگی۔ پس جب علم تصوف فرض عین ہوا تو اس کے حصول کے لئے کوشش کرنا انسان پر واجب ہے۔ اور سفر اس شیخ کی طرف واجب ہے جو کہ تربیت میں اور امراض باطن کے دفع کرنے میں مشہور ہو۔

(الفتوحات الالہیہ،شرح مباحث اصلیہ مشہور بہ ایقاظ الھمم ،ص۱۲۶، ج۲)

اوراسی صفحہ پر دوسری عبارت ہے **ان اخذ علم التصوف فرض عین انتھی بلفظہ۔**

ترجمہ : علم تصوف کا اخذ کرنا ہر مسلمان مکلف پر فرض عین ہے۔

الحاج فقیر اللہ صاحب رحمہ اللہ نے قطب الارشاد میں لکھا ہے : **ولا شک ان علم عیوب النفس وازالتھا الداخل فی علم الاخلاق والتصوف فرض عین فیکون اھم۔**

ترجمہ : اوراس بات میں کوئی شک نہیں کہ نفس کے عیوب پر علم رکھنا اور اسے دور کرنا ، یہ داخل ہے علم الاخلاق اور

تصوف میں جو کہ فرض عین ہے اور یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔

(قطب الارشاد،ص ۲۱۷)

اوراسی طرح علامہ سید مرتضیٰ زبیدی شارح احیاء علوم فرماتے ہیں : **واعلم ان الفرض بعد التوحید نوعان احدھما ما یکون فرضاً علی العبد بحکم الاسلام وھو علم المعاملۃالقلبیۃ واصلاح الباطن لازدیاد انوار النفسیۃ وازالۃ الاخلاق الردیۃ واثبات الشمائل المرضیۃ وثانیھما فیھما ماھو فرض علیہ عند تجدد الحادثۃ کدخول وقت الصلوۃ والصوم والحج والزکوۃ وغیرھا واما العبد اذا اسلم فی وقت لم تجب علیہ فیہ ھذہ الاشیاء فلیس علیہ ان یعلمھا**

بفرض ادراک لانہ لم یدرک وقتھا وانما یکون۔ الفرض علیہ حینئذ علم المعاملات القلبیۃ فلو وجد برھۃ ای وقتاً من الزمان بعد الاسلام وفراغاً ولم یشتغل فی تحصیل علم المعاملۃ القلبیۃ کان تارکاً للفرض مسٔولاً عنہ یوم القیامۃ۔

ترجمہ: آگاہ ہوجاؤ، توحید کے بعد فرض دو قسم کے ہیں۔ پہلا فرض مؤمن پر اسلام کے بعد جو فرض ہے وہ عبارت ہے علم معاملات قلبی اور اصلاح باطن سے تا کہ انوار نفسانی زیادہ ہو جائیں اور اخلاق ردیہ دور ہوجائیں اور شمائل مرضیہ حاصل ہو جائیں۔ دوسرا فرض وہ ہے جو وقت کے تجدد کے ساتھ

انسان کے اوپر فرض ہوجاتا ہے، مثلاً نماز کے وقت کا داخل ہونا، رمضان المبارک کے مہینے کا داخل ہونا، یا حج کے مہینوں کا داخل ہونا، وغیرہ۔ اگر ایک شخص ایسے وقت میں اسلام سے مشرف ہوا اور اس کے اوپر یہ چیزیں واجب نہیں تھیں تو اس پر لازم نہیں ہے کہ اس فرض کو حاصل کرلے اس لئے کہ اس نے اس وقت کو پایا نہیں، لیکن اس پر اس وقت فرض یہ ہے کہ یہ علم معاملاتِ قلبی حاصل کرلے۔ اگر اس کو وقت ملا تھوڑا سا اسلام لانے کے بعد اور یہ فارغ تھا اور یہ مشغول نہیں ہوا اور اس نے اپنے آپ کو مشغول نہ رکھا حصولِ علمِ معاملاتِ قلبی (تصوف) میں، تو یہ آدمی فرض کا

تارک ہوااورروزِقیامت اس سے پوچھا جائے گا۔

(اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین ص ۱۳۵، جلد ۱)

تو اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ علم تصوف کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔

علامہ شیخ اسمٰعیل الحقی فرماتے ہیں : **والنوع الثانی علم السروهو مایتعلق بالقلب ومساعیه فیفترض علی المؤمن علم احوال القلب من التوکل والانابت والخشیة والرضی فانه واقع فی جمیع الاحوال واجتناب الحرص والغضب والکبر والحسدوالعجب والریاءوغیر ذالک۔**

ترجمہ : علم کی دوسری قسم کو علمِ سِر کہا جاتا ہے جو کہ قلب اور

اس کے احوال کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور یہ علم فرض ہے ہر مؤمن مسلمان پر، جو کہ عبارت ہے توکل، انابت، خشیت، رضا قضا پر، اور اپنے آپ کو بچانا ہے حرص، غصہ، تکبر، حسد، عجب اور ریا کاری وغیرہ سے۔

(تفسیر روح البیان، ص ۵۳۶، ج ۳، تفسیر سورۃ توبہ آیۃ ۲۲)

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی علمِ تصوف کے بارے میں (حدیثِ احسان) کے تحت لکھتے ہیں : **واعلم أن لفظ الإِحسان شامل لجمیع أنواع البر من الأذکار، والاشغال وغیرها والأذکار تقال للأوراد المسنونة، وما ذکره المشائخ من الضربات والکیفیات یقال لها الأشغال۔ والنسبة فی**

اصطلاحهم ربط خاص سوی ربط الخالقیة والمخلوقیة، فمن حصل له ربط سوی الربط العام یقال له صاحب النسبة۔ والطرق المشهورة فی التصوف أربعة السهروردیة والقادریة، والچشتیة، والنقشبندیة، والسلسلة السهرودیة قد تسلسلت فی أجدادنامن عشرة متصلة ثم مانقل الینا من الأوامر والنواهی والوعد والوعید سمی شریعة۔ والتخلق بها یسمی طریقة، و حینئذ تنصبغ الأعمال بصبغ الایمان کما کان فی السلف، أما الیوم فعلم بلا عمل وایمان بلا تصدیق من الجوارح، رب تال للقرآن

والقرآن یلعنه، ثم الفوز بالمقصد الأسنی والنیل بالمأرب الأعلی یسمی حقیقة۔ ومن ههنا ظهر أن الطریقة والشریعة لاتتغایران کما زعمه العوام۔

ترجمہ : احسان کا لفظ تمام نیکیوں پر مشتمل ہے، خواہ اذکار ہوں یا اشتغال صوفیہ، اذکار کا اطلاق اورادِ مسنونہ پر ہوتا ہے۔ اور مشائخ صوفیہ نے جو ضربوں اور کیفیتوں کا ذکر کیا ہے انہیں اشتغال کہتے ہیں اور نسبت اصطلاح صوفیہ میں ایک خاص قسم کے ربط کو کہا جاتا ہے جو خالقیت اور مخلوقیت سے جدا ہے اور جسے یہ ربط خاص حاصل ہو جائے اس کو صاحب نسبت کہتے ہیں اور تصوف میں چار مشہور سلسلے

ہیں۔ سہروردیہ، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سلسلہ سہروردیہ
ہمارے خاندان میں دس پشتوں سے متصل چلا آرہا ہے۔
پھر جو اوامر و نواہی وعدے اور وعید نقل ہو کر ہم تک پہنچے ہیں
اسے شریعت کہتے ہیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہونا اور اس رنگ
میں رنگا جانا طریقت کہلاتا ہے۔ اس وقت تمام اعمال،
ایمان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ سلف صالحین کی
یہی حالت تھی، مگر آج کل علم ہے عمل نہیں، ایمان ہے مگر
اعضاء و جوارح سے اس کی تصدیق نہیں، بہت سے قرآن
پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کر رہا ہوتا ہے۔
پھر اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنا، اعلیٰ نصب العین تک پہنچنا اصل

کامیابی ہے۔ اس کا نام حقیقت ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ
شریعت اور طریقت دو مختلف چیزیں نہیں جیسا کہ عوام میں
مشہور ہے۔

(فیض الباری علی صحیح البخاری، ص ۱۴۹، ۱۵۰، ج ۱)

الفاظ اور معنی کا تعلق واضح کرتے ہوئے اسی
کتاب میں لکھتے ہیں : **وانی لست ممن یأخذون الدین
من الالفاظ بل أولی الأمور عندی توارث الأمة
واختیار الأئمة فانهم هداة الدین وأعلامه ولم یصل
الدین الینا الا منهم فعلیهم الاعتماد فی هذا الباب فلا
نسیء بهم الظن۔**
ترجمہ : میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو دین کو صرف

الفاظ سے اخذ کرتے ہیں۔ بلکہ میرے نزدیک الفاظ کے
حقیقی معنی امت کا توارث اور وہ صورت جو ائمہ نے اختیار کی
ہے کیونکہ وہی دین کے ہادی اور نشان ہیں۔ ہمیں دین تو ان
ہی کے ذریعے پہنچا ہے، ہم اس بارے میں انہی پر اعتماد
کرتے ہیں۔ ہم ان کے متعلق سوءِ ظن سے بچتے ہیں۔

(فیض الباری علی صحیح البخاری، ص ۳۰۴، ج ۱)

ان تمام عبارات اور حوالہ جات سے بلا شک و
شبہ ثابت ہوا کہ تصوف یعنی علم طریقت کا حاصل کرنا ہر مؤمن
مسلمان پر فرض عین ہے، اور اس سے انکار کرنا کفر ہے۔
(العلماء ورثة الانبیاء) جو کہ حدیث مبارک ہے، ان

میں وہ علماء شامل ہیں، کہ جن کے دل علم ظاہر اور علم باطن سے
منور ہو چکے ہوں، کیونکہ شریعت اور طریقت دونوں لازم اور
ملزوم ہیں اور ان دونوں کی مثال پرندے کے دو پروں کی
طرح ہے۔ جو شخص علم ظاہر رکھتا ہو اور علم باطن نہ رکھتا ہو وہ
کامل ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ علم طریقت فرض عین ہے۔

تلاشِ مرشد

اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! جب یہ بات
معلوم ہوگئی کہ علم باطن فرض ہے تو تلاش اس علم کے عالم کی تجھ
پر ضروری ہوئی۔ لہٰذا اب میں کامل مرشد کی کیفیت بیان
کرتا ہوں تاکہ تو اس کو پہچان کر اس سے فائدہ حاصل کرے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب طلب کمالات باطنی واجبات سے ہے،پس تلاش پیر کامل مکمل بھی ضروریات سے ہے کہ وصول بخدا بے توسط پیر کامل مکمل بس قلیل ہے اور بہت نادر۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نفس را نہ کشد بغیر از ظل پیر   دامن آں نفس کش محکم بگیر
نفس کو بغیر پیر کے سایہ، نہیں مارسکتا   نفس کو مارنے والے کا دامن مضبوط پکڑ

اورحضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نیست ممکن در رہِ عشق اے پسر   راہ بردن بے دلیل راہ بر
نہیں ہے چارہ راستہ محبت خدا میں اے عزیز   راستہ چلنا بلا راہبر کے (یعنی پیر کے)

اور دوسری جگہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مقالة الدرية في النصيحة والوصية کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ ہمیشہ طلب علم لدنی اور تلاش نسبت صوفیاء میں (کہ غنیمت ہے) رہے اور تلاش میں رہے اہل دل اور شیخ کامل مکمل کی۔حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر کامل کا مل جانا محض بخشش رب کی ہے، چنانچہ حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، وحضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی،حضرت مرزا جانجاناں شہید وشاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب

بزرگوار اور علاوہ ان کے ہزارہا اولیائے امت پیدائشی محبت حق ونور اجتباء (یعنی پیدائشی کشش ربانی بلا تعلیم ان کے دل میں خدا نے ودیعت فرمائی تھی) سے مشرف تھے کہ جن کے حالات میں کتابیں بھری ہیں، اور یہ بزرگوار سب عالم اجل ہوئے ہیں،مگر باوجود تکمیل علم ظاہر کے کسی نے ایک،کسی نے دو کسی نے تین،کسی نے چار مرشد کئے ہیں اور جس طرح سلسلہ علم حدیث کا خاتم النبیین ﷺ تک اپنے استادوں کا پہنچایا ہے،اسی طرح استادان (مرشدان) طریقت کا سلسلہ بھی یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا ہے جو ان کی کتابوں میں مفصل درج ہے،اسی واسطے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں:

ہیچ چیزے خود بخود پیدا نہ شد   ہیچ آہن خود بہ خود تیغ نہ شد
کوئی چیز اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی   اور نہ کوئی لوہا خود سے تلوار بنا
مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم   تاغلام شمس تبریزی نہ شد
مولوی ہرگز مولائے روم نہیں بنا   جب تک کہ حضرت شمس تبریز رحمہ اللہ تعالیٰ کا غلام نہ ہوا

لہذا طالب کو چاہئے کہ اب اس بات کو تلاش کرے کہ خدا کے جس ولی کو ہم ڈھونڈھ کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں،اس کا رب العالمین نے کیا کیا پتہ دیا ہے اور رسول خدا ﷺ نے اس کی کیا کیا نشانیاں فرمائی ہیں اور جن لوگوں سے ہم بچنا چاہتے ہیں ان کی علامت قرآن وحدیث اور ائمہ شریعت وطریقت نے کیا بیان فرمائی ہے؟اللہ پاک

اپنے کلام مجید وفرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے،اِنْ اَوْلِیَائہ اِلَّا الْمُتَقُوْن (نہیں ہیں اس کے دوست مگرتقویٰ والے)دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (تم میں سے زیادہ متقی اللہ کے نزدیک زیادہ معزز ہے)، تیسری جگہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَقِیْن (بیشک اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے) چوتھی جگہ بشارت ہے وَ اُزْلِفَتِ الجَنَۃُ لِلمُتَقِینَ غَیرَ بَعِید (اور جنت متقیوں کے لئے آراستہ کی گئی ہے اور قریب ہے)۔علاوہ اس کے اور بہت سی جگہ اللہ پاک نے متقیوں کو اپنا دوست فرمایا ہے اور متقی اس کو کہتے ہیں کہ جس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو

اس پر خلوص سے قائم ہو اور جس چیز سے منع کیا گیا ہو اس چیز کو چھوڑنے والا ہو، جو متبع سنت ظاہر و باطن میں ہے وہی متقی ہے اور وہی خدا کا ولی ہے اور جو باوجود ہوش و تمیز ہونے کے پیروی چھوڑے ہوئے ہے ہرگز خدا کا ولی نہیں ہوسکتا، چنانچہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خلاف پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے رہ گزید که ہرگز بمنزل نخواہد رسید
جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ راستہ اختیار کیا وہ ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچے گا

اس زمانہ میں اکثر پیر اپنی وضع و قطع خلاف شریعت رکھتے ہیں، جیسے نماز نہ پڑھنا یا گاہے گاہے پڑھنا، داڑھی چڑھانا یا منڈوانا یا کتروانا، مونچھوں کا بڑھالینا، پائنچے ٹخنوں سے نیچے رکھنا وغیرہ وغیرہ۔شریعت پاک میں چاروں

ائمہ شریعت وائمہ طریقت کے نزدیک ایسا شخص فاسق ہے۔ امام طریقہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب فیوض یزدانی میں فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نہ کرے اور اپنے ایک ہاتھ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو اور دوسرے ہاتھ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب (قرآن پاک) کو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی، نہ تھامے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلے ہوئے راستہ میں حق تعالیٰ کی طرف نہ چلے وہ ہلاک ہوا اور پھر ہو، اور گمراہ ہوا اور پھر ہو، یہی دونوں قرآن و شریعت حق تعالیٰ کی طرف راستہ چلانے والے ہیں۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ فاسق کی تعریف کرنے سے عرش معلیٰ کانپتا ہے،

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھدِیْ الْقَومَ الْفَاسِقِیْنَ (بے شک اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں کرتا) لیکن جاہل ایسے لوگوں کو خدا کا ولی جانتے ہیں اور وہ فاسق پیر اپنی ولایت کا اثبات جاہلوں کی زبان سے سن کر خاموش بیٹھے رہتے ہیں، جاہل یہ کہتے ہیں کہ میاں صاحب نماز پنجگانہ مکہ شریف میں پڑھتے ہیں، یہاں ان کو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اپنے لباس ملامت سے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں میاں صاحب سے کوئی کچھ پوچھتا ہے تو کچھ مدہوش کچھ باہوش بن کر یہ مصرعہ فرمادیا کرتے ہیں: ''نماز عاشقاں ترک وجود است'' اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ پیروں سے مسلمانوں کو بچائے اور

ان کے ماننے والوں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرمائے
(آمین)۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ عبادت الٰہی سے کسی کو
چارہ نہیں۔ کیا انبیاء علیہم السلام، کیا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
اور کیا ائمہ طریقت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، کوئی بھی ہو یہاں تک
کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں ’’اگر ہوتے عیسیٰ علیہ
السلام وموسیٰ علیہ السلام میرے زمانہ میں تو بلا میری پیروی
کے ان کو چارہ نہ ہوتا۔ اب ہر شخص، پیر فاسق ہو یا اسکا ماننے
والا، سمجھ لے کہ جب انبیائے اولوالعزم کو بغیر اتباع حبیب خدا
ﷺ کے چارہ نہ ہوتا تو بھلا ان بے چارے فاسق پیروں کو
کیسے چارہ ہوسکتا ہے؟ یہ عجب بے سمجھی اور بے عقلی ہے کہ جن

متقیوں کو خدا اپنا دوست فرمائے ان کی طرف بدظنی ہو اور جن
فاسقوں کو خدا اپنی ہدایت سے بے بہرہ ہونا فرمائے ان کو خدا
کا دوست بنایا جائے ۔ خدا ایسے لوگوں کی پیروی سے منع
فرمائے اور جاہل بے سمجھ ان کی پیروی کریں، اللہ تعالیٰ نے
صاف فرمادیا : لَا تُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِماً اَوْ کَفُوراً (پیروی مت
کرو گنہ گار اور کافر کی)۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے مَا اٰتٰکُمُ
الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوا (جو کچھ میرا رسول
تمہارے پاس لائے تم اس کو اختیار کرلو اور لے لو اور جس بات
سے منع کرے اس سے باز رہو) اس ارشاد رب العباد کے
خلاف، جس چیز کو رسول اللہ ﷺ منع فرماتے ہیں اس

کو اختیار کرتے ہیں اور جس چیز کے کرنے کا حکم دیا ہے اس کو
چھوڑتے ہیں، لیکن ولایت کا دعویٰ کرتے اور اپنے کو مبداء
ہدایت جانتے ہیں ۔ رَبَّنَا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، رَبَّنَا
لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا۔ جن لوگوں کی طبیعت میں
احکام شریعت کی وقعت نہیں، مگر جاہلوں میں ان کی وقعت
ہے، بعض لوگ اس پر جمے ہوئے ہیں کہ فلاں گدی میں
ہمارے خاندان کے لوگ مرید ہوتے آئے ہیں ہم بھی اسی
جگہ مرید ہوں گے اور اکثر جگہ پیروں کا طریقہ بھی یہی ہے کہ
باپ مرا اور ان کا بیٹا ان کی جگہ قائم ہوا اور دستار ان کے سر پر
باندھ دی گئی، اور وہ فوراً پیر بن بیٹھے، نہ اس نے سلوک کا

طریقہ طے کیا ہے اور نہ اس کو اجازت باضابطہ طریقت کی ملی
ہے نہ وہ اتباع شریعت پر قائم ہوا ہے۔ مگر مریدوں اور
گھر والوں نے اس کو پیر ضرور ہی بنادیا۔ یہ طریقہ بلا سلوک
طے کئے ہوئے اور بلا اجازت پیر بن کر گدی پر بیٹھ جانا،
ایسے لوگوں سے بیعت ہونا یا ایسے پیروں کا لوگوں کو مرید کرنا
بالکل غلط اور سراسر عقل کے خلاف ہے۔ بزرگ کے
انتقال کے بعد اس بزرگ کی اولاد میں سے یا اس کے
مریدوں میں سے جس کسی نے سلوک طے کیا ہو اور اس کو
اجازت بیعت کرنے کی مل چکی ہو اور ان میں بھی جو سب
سے اچھا اور لائق موافق تحقیقات علمائے طریقت کے ہو اس

کے سر پر دستار باندھنی چاہئے۔ ولایت کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہے ایک نعمت خداوندی ہے چاہے غلام کو عطا فرمائے یا آقا کو۔ جس کو عنایت فرمادے اس کی اتباع سب کو کرنی چاہئے اور یہ مریدی کسی کے گھر کی غلامی بھی نہیں ہے بلکہ صراط المستقیم پر چلنے اور خلوص حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، یہ اور بات ہے کہ کسی بزرگ کے انتقال کے بعد اس کے سلسلہ کے لوگ اس بزرگ کے اہل وعیال کی ہر قسم کی خدمت کریں، یہ اچھی بات ہے اور هَلْ جَزَاءُ الْاِحسَانِ اِلَّا الْاِحسَان کی تعمیل ہے۔ پس اے عزیز! ایسے لوگوں سے کہ جو فاسق ہوں اور خدا ان کو اپنا دوست نہ فرمائے،

ان سے بیعت نہ ہونا چاہئے اور ان کی صحبت سے بچنا چاہئے کیونکہ فائدہ مفقود اور نقصان ظاہر ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دست ناقص دست شیطانست و دیو زانکہ اندر دام و تکلیف ست ریو
ناقص کا ہاتھ شیطان کا ہاتھ ہے کیونکہ اس میں سراسر مکاری اور تکلیف ہے

اور صحبت میں ان کے نہ بیٹھنا چاہئے، اگر چہ ان سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوں کہ شریعت میں اس کو استدراج کہتے ہیں، جیسے دلوں کا حال بیان کرنا، دلوں پر اثر ڈالنا، غائب چیزوں کا بتادینا، خود غائب ہوجانا، شیر کی شکل بن جانا، ہوا پر اڑنا، یہ سب صفات شیطان لعین و جوگیان اور برہمان ہند اور فلاسفران یونان میں بھی ہوتی ہیں، اگر انہی

چیزوں کا نام ولایت ہے تو شیطان کفار کو بھی ولی کہنا لازم آئے گا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ولایت کو پورا نہ مانا جائے گا کیونکہ کشف اور خرق عادات ان سے بہت کم ظہور میں آئے۔ مگر عقائد اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات مبارک تو کجا تابعین کے مرتبہ کو کوئی ولی یا امام وقت اگر چہ اس سے کتنی ہی کرامتیں اور تصرفات ظاہر ہوئی ہوں نہیں پہنچ سکتا، ولایت قرب حق اور یقین کامل اور کثرت محبت خدا و رسول و اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے، چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت کرنے پر ان کے شیخ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کامل کے کمال کی شناخت

ایک جملہ میں فرمادی ''یقین تر کامل تر''، اور حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صاف شناخت ناقص اور کامل کی فرمائی ہے:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہرد ست نباید داد دست
بہت سے شیطان آدمی کی شکل میں ہیں پس ہر ایک کے ہاتھ میں بغیر تحقیق ہاتھ نہ دینا چاہئے

ہر کہ او از کشف خود گوید سخن کشف اورا کفش کن برسر بزن
جو کچھ وہ اپنے کشف سے بات کہے تو اس کے کشف کی جوتی اس کے منہ پر ماردے

ما برائے استقامت آمدیم نے پئے کشف و کرامت آمدیم
ہم شریعت کے احکام پر مضبوط رہنے کو آئے ہیں نہ کہ کشف و کرامت کے واسطے آئے ہیں

عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ صحبت ناجنس مخالف سے بچ اور بدعتی کی صحبت

سے بھاگ اور جو مسند شیخی پر بیٹھا ہے اور عمل اس کے سنت کے خلاف ہوں زنہار الف زنہار اس سے دور ہو، بلکہ اس شہر میں مت رہ شاید کبھی تیرا رجحان اس کی طرف ہو جائے اور تیرے عقائد میں فرق آجائے وہ پیر چور ہے چھپا ہوا اور رجال ہے شیطان کا اگر چہ اس سے خرق عادات طرح طرح کے دیکھے تو اور دنیا سے بے تعلق اس کو پائے، تو بھاگ اس کی صحبت سے جیسے کہ بھاگتے ہیں شیر سے مقصد شریعت طریقت حقیقت معرفت سب کا یہ ہے کہ بندۂ خاکی کی بخشش ہو جائے اور اس کا پہلا ذریعہ شریعت کی اتباع ہے اور اعمال شریعت میں خلوص پیدا ہو جانا یہ طریقت ہے، کسی کے حال وقال کشف

و کرامت پر انحصارِ بخشش نہیں ہے جو حال یا کشف خرق عادات متقی سے ظاہر ہو وہ نور ہے، اور اس کو کرامت اور برکت کہیں گے اور جو خلاف شرع لوگوں سے ایسی باتیں ظاہر ہوں اس کو استدراج کہیں گے۔ اب میں ان لوگوں کے حالات بیان کرتا ہوں جن پر ولایت کے آثار پیدا ہوں اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور العلماء ورثۃالانبیاء کے وہ مصداق ہیں اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سینہ کو نور باطن سے منور کیا جائے اور ہاتھ ان کا گویا ہاتھ خدا کا ہو، جیسے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں یَدُاللہ فوَقَ اَیدِیھِم بود　　دست اورا دست خود فرمود احد
جب اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہو　　ایسے لوگوں کے ہاتھ کو خدا نے اپنا ہاتھ فرمایا

چوں قبول حق بود آں مرد راست　　دست او درکار ہا دست خداست
جس بندہ کو خدا اپنا مقبول کرلے　　اس کا ہاتھ تمام کاموں میں گویا خدا کا ہاتھ ہے

ظاہر میں متبع سنت ہو، اس کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ اس کی صحبت میں بیٹھنے سے محبت دنیا سرد ہو اور محبت خدا اور رسول ﷺ غالب ہو، وساوس شیطانی وخطرات نفسانی کم ہوں، وہ خدا کی عبادت میں اکثر مشغول رہتا ہو، اپنی تعریف نہ کرتا ہو، طامع نہ ہو قانع ہو، ضروریات کو لے کر فضولیات کو چھوڑنے والا ہو اس کی صحبت میں دنیا کی باتیں کم ہوتی ہوں، اکثر ذکر خیر ہوتا ہو اس کے مرید اکثر نیک ہوں اور خدا اور رسول ﷺ کی محبت کا جذبہ رکھتے ہوں، جب یہ باتیں اس میں موجود ہوں تو اس سے قصدِ بیعت کرنا چاہئے لیکن قبل از

بیعت استخارہ کرنا سنت ہے اور پیران عظام کا یہی طریقہ رہا ہے اگر استخارہ میں بھی اس بزرگ کی خوبی معلوم ہو تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو جائے، انشاءاللہ تعالیٰ اس سے ضرور فائدہ پہنچے گا، اگر مقدر سے بوجہ شامت اعمال باطنی فائدہ نہ بھی پہنچا تو نقصان بھی نہ ہوگا، اس کی محبت اور پیروی بخشش کے واسطے کافی ہوگی۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پیر راہگزیں کہ بے پیر ایں سفر　　ہست رہ پر آفت و خوف و خطر
اپنے لئے مرشد بنا کیونکہ بغیر پیر یہ سفر　　نہایت پر آشوب اور خطرناک ہے
یعنی شیطان اور نفس کو اسمیں بہت دھوکہ دینے کا موقع ملتا ہے

دامن او گیر زود تر بیگماں　　تا رہی از آفت آخر زماں
بلاشک اس بندہ خاص کا دامن جلد پکڑ　　تا کہ تو اس آخری زمانہ کی آفتوں سے بچے

(معیار السلوک ودافع الاوہام والشکوک ص ۴۰)

مرید ہونے کے آداب

مرید ہونے کے لئے اولاً دو باتیں لازمی ہیں۔(۱)عقیدہ میں فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے مطابق ہو۔(۲)فقہاء کرام اور آئمہ مجتہدین کے اقوال کے مطابق عمل کرنا یعنی احکام فقہ کا علم اور اس کے مطابق عمل۔

یہ دونوں باتیں گویا دو پروں کی حیثیت رکھتی ہیں

جب یہ دونوں باتیں ہوں گی تب مرید مشائخ کی طرف سے فیض اخذ کرنے، منازل سلوک طے کرنے اور مراتب قرب حاصل کرنے کے قابل ہوگا۔یعنی عقیدہ ایک پر اور دائرہ تقلید کے اندر ہونا اور اس کے مطابق عمل کرنا دوسرا پر۔ اب

دونوں پروں کے ذریعے اُڑنے کے قابل ہوگا اور اُڑنے کا راستہ تصوف ہے۔

تصوف میں آنے اور کامل و مکمل مرشد سے مرید ہونے سے پہلے استخارہ کرے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ: اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل نماز استخارہ پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون (قُل یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْن) اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص (قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد) پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد ''یَا عَلِیْمُ'' تینتیس (۳۳) بار پڑھے اور آخری بار ''یَا عَلِیْمُ'' کے ساتھ ''عَلِّمْنِی'' پڑھے۔ اسی طرح تینتیس بار

''یَا خَبِیْرُ'' پڑھے اور آخری بار ''اَخْبِرْنِی'' ساتھ ملائے اور اسی طرح تینتیس بار ''یَا رَشِیْدُ'' پڑھے اور آخری بار ''اَرْشِدْنِی'' ساتھ ملائے۔ ''عَلِّمْنِی''، ''اَخْبِرْنِی'' اور ''اَرْشِدْنِی'' پڑھتے وقت اپنا مقصد اور نیت دل میں یاد رکھے اور اس کے بارے میں اپنے رب تعالیٰ سے دعا کرے کہ خواب یا جاگتے میں اس سے اللہ تعالیٰ مجھے باخبر کردے اور اس کے بعد دعاءِ مسنونہ مندرجہ ذیل پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ

عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا لْاَمْرَ (یہاں پر اپنا مقصد زبان سے کہے یا دل میں یاد رکھے) خَیْر'' لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ (اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِہٖ) فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھَذَا الْاَمْر (یہاں بھی اپنا مقصد زبان سے کہے یا دل میں یاد رکھے) شَرّ'' لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ (اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِہٖ) فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِی عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔ یہ دعا پڑھ کر دائیں کروٹ پاک جگہ قبلہ رو ہو کر سو جائے۔ اگر مراد پوری ہو خواب میں یا جاگتے میں تو مرشد یا

تعبیر جاننے والے کو بتائے۔ اگر ہاں میں اشارہ مل جائے تو عمل کرلے ورنہ پانچ یا سات بار استخارہ کرے یا جب تک جواب نہ ملے کرتا رہے۔

بیعت کا طریقہ

حضرت شیخنا فی الطریقة و مسندنا فی الشریعة کامل العصر و مکمل الدھر موصلنا ووسیلتنا الی اللہ فداہ قلبی وروحی وجسمی اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب مبارک دامت برکاتھم و فیوضاتھم کے طریقہ کے مطابق اولاً سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھ کر (یعنی یہ اس

وقت فرماتے ہیں جب کسی کو مرید بناتے ہیں اور تلقینِ ذکر کرتے ہیں) ثواب سلسلہ کے تمام مشائخ کو بطورِ دعا ہدیہ کرتے ہیں پھر مرید ہونے والے کے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں بصورتِ مصافحہ پکڑتے ہیں۔ پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھتے ہیں۔ پھر کلمہ طیّبہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ﷺ) خود پڑھتے اور مرید کو بھی پڑھاتے ہیں، اس کے بعد کلمہ شہادت (اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ)، اور اس کے بعد کلمہ تمجید (سُبْحَانَ اللّٰہِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ) پھر (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم) پھر کلمہ توحید (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ قَدِیْر) پھر اس کے بعد استغفار (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہ) یہ استغفار ۳ بار پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد ایمان مفصل (اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْت) پھر ایمان مجمّل (اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَ صِفَاتِہٖ وَ قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَار" بِاللِّسَانِ وَ

تَصْدِیْق" م بِالْقَلْبِ) پھر رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا وَّ رَسُوْلًا۔ پس اگر بیعت سلسلہ نقشبندیہ میں ہو تو اپنے سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کو سوائے انگوٹھے کے مرید کے لطیفہ قلب پر (جس کا مقام بائیں پستان سے تقریباً دو انگل نیچے ہے) رکھتے ہیں اور پہلے زبان سے تین بار "اللہ، اللہ، اللہ" پڑھتے ہیں اور مرید بھی پڑھتا ہے، پھر زبان بند کر کے دل سے ذکر شروع کرتے ہیں اور پھر اپنے طریقے سے توجہ فرماتے ہیں۔

اور اگر بیعت و تلقین طریقہ قادریہ یا چشتیہ یا سہروردیہ میں ہو تو زبانی تلقین فرماتے ہیں حضور قلبی کے

ساتھ ساتھ اسباق واذ کارِلسانی کی تعلیم دیتے ہیں اوران کے طریقہ اورلوازمات کی تعلیم دیتے ہیں۔

مندرجہ بالاکلمات اس مرید کو پڑھاتے ہیں جو کہ پہلی بارمرید ہونے والا ہواورا گراس سے قبل کسی سلسلے میں مرید ہو چکا ہےاوراب دوسرے سلسلے میں مرید ہونا چاہتا ہےتو یہ کلمات پڑھانے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً کوئی شخص پہلے طریقہ نقشبندیہ میں مرید ہو چکا ہے اس کی تکمیل کے بعد اب دوسرے سلسلہ کے اذکار کی تلقین چاہتا ہے تو اب دوبارہ یہ کلمات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص پڑھ کرثواب مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی ارواح کو

ہدیہ کرنا معمول عند المشائخ ہے اورا گرکلمات مذکورہ دوبارہ بھی پڑھ لےتو تجدید بیعت ہوجائے گی جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اور اگر پہلے کسی اور پیر سے مرید تھااب دوسرے سے مرید ہونا چاہتا ہےتو دوبارہ مرید ہوتے وقت کلماتِ مذکورہ کو پڑھنا چاہئے۔اب رہا یہ کہ ایک پیر کے ہوتے ہوئے یااس کے انتقال کے بعد دوسرے پیر سے مرید ہوسکتے ہیں یانہیں؟ تومکتوبات شریف دفتر دوم صفحہ ۱۷۵ مکتوب ۶۳ میں مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :'' جان لو کہ مقصود اصلی سلاسل سے اللہ تعالیٰ ہے اور شیخ وصول الی اللہ کا ایک وسیلہ ہے۔ اگر کوئی شخص ایک مرشد سے

مرید ہےمگراپنی کامیابی کسی دوسرے پیر سے دیکھتا ہے کہ جب اس کی صحبت میں جاتا ہےتواس کا قلب جاری وذاکر ہوتا ہےتواس کے لئے بالکل جائز ہے کہ اس پیر سے مرید ہوجائے اوراپنے پیر کی اجازت کے بغیر ہوجائے اگر چہ وہ پیر حیات ہوالبتہ مرشداول کاانکار نہ کرے اور بے ادبی سے پرہیز کرے۔ یہ تواس صورت میں ہے کہ مرشدِ اول حیات ہواوراگرمرشدفوت ہوجائے تواب کسی دوسرے کامل ومکمل سے بیعت لازمی ہے اور بہت ضروری ہے تا کہ تربیت حاصل کرسکے۔''

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر تو صرف

پردے میں ہیں باقی سب کچھ انہیں معلوم ہے لہٰذا ہمیں کسی اور کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ بھی تو ہم سے صرف پردے میں ہیں انہیں بھی تو تمام امت کے حالات کا علم ہے اورتھا توصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاتھوں پہ بیعت کی کیا ضرورت تھی حالانکہ آج تک تمام صحابہء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ایک دوسرے سے بیعت ہوتے چلے آئے ہیں۔

یہی قول شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے'' القول الجمیل'' میں فرمایا۔ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

نے بھی ''ارشاد الطالبین'' میں اسی طرح ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے پیر پر حسنِ اعتقاد اور اس کے دیئے ہوئے طریقہ ذکر کے باوجود کچھ فائدہ باطنی یا ظاہری محسوس نہ کرے یا اس کا کامل مرشد فوت ہو جائے یا اپنے مرشد میں کوئی عیب و خلل دیکھے جو کہ محرومیتِ فیض کا سبب بنے تو بلا شک وشبہ دوسرے سے بیعت کر سکتے ہیں اور اگر وہ ویسے ہی رہا اور دوسرے سے مرید نہ ہوا تو یہ حق پرستی نہیں بلکہ پیر پرستی ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

طریقہ اسباق سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ

پہلا ذکر قلبی :خواجہ خواجگان سلطان الاولیاء

یکتائے زمانہ حضرت علامہ مجمع البحرین اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتھم و فیوضاتھم مریدین کو پہلا ذکر'' قلبی'' دیتے تھے۔ اس لطیفہ کا رنگ زرد ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ ذکر اس طرح دیا جاتا ہے کہ شہادت والی انگلی مقامِ قلب پر (جو کہ بائیں پستان کے دو انگل نیچے ہے) رکھتے ہوئے زبان سے تین بار اسم ذات ''اللہ''تلقین کر تے ہیں، پھر زبان بند کرواتے ہیں۔ سالک ذکر میں مشغول رہتا ہے اور شیخ کامل مکمل اس کو توجہ کرتا ہے (توجہ کہتے ہیں اپنی قلبی طاقت کو دوسرے کے قلب پر ڈالنا) یہاں

تک کہ اس کا لطیفہ قلب ذاکر ہو جاتا ہے۔ اس دورانیہ میں صفات فعلیہ سے تجلی ہوتی ہے اور ستر ہزار حجابات جو کہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان نور وظلمت کے ہیں، ان میں سے دس ہزار حجابات رفع ہو جاتے ہیں۔ سالک قرب بلا کیف سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ یہ لطیفہ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے، تو سالک ان کی ولایت سے حصہ پاتا ہے اور لطیفہ قلب میں صفائی پیدا ہونے کے بعد ایک دوسرا لطیفہ نظر آجاتا ہے جو کہ لطیفہ روح (اصل الاصل) ہے۔ ماسوا اللہ تعالیٰ کے نسیان اور ذات حق کے ساتھ محویت لطیفہ قلب کے ذاکر ہونے کی تاثیر ہے۔ لطیفہ

قلب کا حرکت کرنا دافع غفلت اور دافع شہوت ہے۔

دوسرا ذکر روحی : یہ ذکرِ قلبی کے جاری ہونے کے بعد دیتے ہیں۔ لطیفہ روح کا رنگ سرخ ہے اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اس کا مقام سینہ انسان میں دائیں پستان کے دو انگل نیچے کی جانب مائل بہ پہلو ہے اس کا ذکر بھی ''اللہ'' ہے۔ سالک اس لطیفہ میں بھی ذکر کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر حالت میں مشغول رہتا ہے اور شیخ مبارک اس کو توجہ دیتا ہے یہاں تک کہ یہ لطیفہ بھی ذاکر ہو جاتا ہے اور سالک پر صفاتِ ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ سے تجلی ہوتی ہے اور ستر ہزار حجابات

میں سے دس ہزار حجابات مزید رفع ہوجاتے ہیں۔اور سالک
قرب بلا کیف سے قریب ہوتا جاتا ہے۔یہاں سالک
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے
ولایت سے حصہ لیتا ہے۔اور جب یہ لطیفہ ذاکر ہوجائے اور
اس میں صفائی پیدا ہوجائے تو اس میں تیسرا لطیفہ نظر آجاتا
ہے جو کہ لطیفہ سِر ہے جو کہ اصل اصل الاصل ہے۔ذکرِ
روحی کی تاثیر اسم ذات کی صفاتی تجلیات کا ظہور ہے۔اس
لطیفہ کی حرکت سے غصہ وغضب کی کیفیت میں اعتدال اور
طبیعت میں سکون پیدا ہوتا ہے۔

تیسرا ذکر سرّی :لطیفہ سِر کا رنگ سفید ہے اور یہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔یہ ذکر لطیفہ روحی کے
جاری ہونے کے بعد دیتے ہیں اس کا مقام بائیں پستان
کے دو انگل اوپر مائل بہ بائیں ہاتھ ہے۔اس کا ذکر بھی
''اللہ'' ہے۔ اس کا اثر اللہ تعالیٰ کے شیونات اور اعتبارات
کا ظہور ہے۔یہ مشاہدہ اور دیدار کا مقام ہے (صاحب
کشف کے لئے)۔حرص کا خاتمہ ہوتا ہے، دینی معاملات
میں فیاضی اور فکر آخرت کی بیداری پیدا ہوتی ہے۔اس لطیفہ
کے ذاکر ہونے کے ساتھ ساتھ سالک شیونات سے تجلی لیتا
ہے اور یہ لطیفہ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم
ہے اس لئے سالک ان کی ولایت سے اس میں حصہ لے

لیتا ہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار حجابات یہاں بھی
اٹھ جاتے ہیں اور سالک قرب کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔
اس لطیفہ کے صیقل ہونے کے بعد ایک اور لطیفہ نظر آجاتا ہے
جو کہ لطیفہ خفی ہے (جو کہ اصل اصل اصل الاصل ہے)۔

چوتھا ذکر خفی :چوتھا ذکر خفی ہے۔لطیفہ خفی کا رنگ سیاہ ہے اور یہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔یہ ذکر سری کے
جاری ہوجانے کے بعد دیتے ہیں۔ذکر خفی کا مقام دائیں
پستان کے بالکل برابر میں دو انگشت اوپر ہے۔یہ ذکر بھی اسم
جلالت ''اللہ'' کا ہے۔اس لطیفہ میں سالک ذکر کرتا ہوا
صفات سلبیہ کی تجلیات سے بہرہ ور ہوتا جاتا ہے اور حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت سے حصہ لے لیتا ہے۔ساتھ
ساتھ ستر ہزار حجابات میں سے مزید دس ہزار حجابات اور بھی
اٹھتے جاتے ہیں اور سالک قرب بلا کیف سے اللہ تعالیٰ
کے قریب ہوتا جاتا ہے۔یہاں تک کہ اس لطیفہ میں ایک
اور لطیفہ نظر آجاتا ہے جو کہ لطیفہ اخفیٰ (اصل اصل اصل اصل
الاصل)ہے۔جس طرح کہ ایک آئینہ دوسرے آئینہ کے
سامنے رکھ دیا جاتا ہے اور اس میں اس کا عکس نظر آتا ہے۔
اس لطیفہ کے ذاکر ہونے کا اثر یہ ہے کہ حسد، بخل، کینہ،
غیبت وغیرہ سے نجات حاصل ہوتی ہے۔
پانچواں ذکر اخفیٰ :لطیفہ اخفیٰ کا رنگ سبز ہے اور یہ ہمارے آقا
ومولا حضرت محمد مصطفی ا کے زیر قدم ہے۔یہ خفی کی پختگی کے

بعد دیا جاتا ہے اس کا مقام لطیفہ سری اور خفی کے بالکل درمیان اور برابر میں ہے۔ اس کا ذکر بھی ''اللہ'' ہے۔ جب سالک ذکر کرتا رہے اور شیخ سے توجہ لیتا رہے تو یہ لطیفہ بھی ذاکر ہو جاتا ہے۔ ذاکر ہونے کے ساتھ شانِ جامع سے تجلی لیتا ہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار اور حجابات قطع ہو جاتے ہیں۔ سالک اور بھی قریب ہو جاتا ہے اور یہ لطیفہ چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زیر قدم ہے لہٰذا سالک ان کی ولایت سے حصہ لیتا ہے۔ اس لطیفہ کے ذاکر ہوجانے کا اثر یہ ہے کہ سالک تکبر، فخر وغرور اور خود پسندی وغیرہ سے نجات اور حضور و اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔ اور

اس لطیفہ میں سالک کو اپنا نفس نظر آجاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''**من عرف نفسه فقد عرف ربه**'' یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ یہاں سالک پر عارف کا اطلاق ہو جاتا ہے۔

چھٹا ذکر نفسی : ذکر اخفی جاری ہونے کے بعد نفسی ذکر دیا جاتا ہے۔ اس کا مقام پیشانی کے اوپر بال اُگنے کی جگہ پر ہے اور اس کا رنگ خاکی ہے۔ اس کا ذکر بھی ''اللہ'' ہے۔ لطیفہ نفس میں ذکر کرتے ہوئے سالک نفس کو امّارگی سے اطمینان و راضیت و مرضیت کی طرف لے جاتا ہے۔ یہاں

تک کہ نفس مطمئنہ ہونے کے بعد راضیہ و مرضیہ بن جاتا ہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار حجابات اور بھی قطع ہوجاتے ہیں۔

ساتواں ذکر قالبی : لطیفہ قالبی کا رنگ آتش نما ہے۔ اس ذکر کو سلطان الاذکار بھی کہا جاتا ہے اور ذکر قالبی بھی۔ اس کا مقام سَر کے اوپر والی جانب، سَر کے بالکل درمیان میں ہے لیکن فیض پورے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اس کا ذکر بھی ''اللہ'' ہے۔ سالک ذکر کرتا ہوا لطیفہ قالب کے عناصر اربعہ یعنی ہوا، آگ، مٹی اور پانی، کی سرکشی کو اعتدال کی طرف لانے میں کوشش کرتا ہے جس کو رسول اکرم ﷺ

نے جہادِ اکبر سے تعبیر کیا ہے۔ جب غزوہ خندق سے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین واپسی فرما رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا ''**رجعنا من الجهاد الاصغرِ الی الجهاد الاکبر**'' (ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس ہوئے)۔ یہاں پر اکثر لوگ جہاد اکبر سے نفس کے ساتھ جہاد مراد لیتے ہیں۔ لیکن یہ خطا ہے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے نفوس پہلے سے مطمئن و راضیہ و مرضیہ تھے۔ تو جہادِ اکبر سے مراد اس حدیث میں عناصرِ اربعہ کے ساتھ جہاد کرنا ہے، جن کی طبیعت میں سرکشی ہے۔ سالک جب تک ان کی طرف متوجہ رہتا ہے،

تو یہ اعتدال کی حالت میں ہوتے ہیں اور جیسے ہی توجہ ہٹاتا ہے تو یہ اپنی اصل (سرکشی) کی طرف لوٹتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے "وَاعبُد رَبَّكَ حَتَىٰ يَأتِيَكَ اليَقِينُ" (الحجر ۹۹) یعنی مرتے دم تک عبادت کا امر دیا گیا ہے۔

لطیفہ قالبی میں ذکر کرتا ہوا سالک حجاباتِ نور و ظلمت میں سے دس ہزار حجابات اور بھی قطع کر دیتا ہے اور وصلِ عریانی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یعنی ستر ہزار حجابات تمام کے تمام رفع ہو جاتے ہیں۔ اس کی تاثیر رزائل بشریہ اور علائق دنیویہ سے مکمل رہائی پا لینے کے بعد تمام بدن میں

ظاہر ہوتی ہے۔

لطائف کی عالم امر و عالم خلق کے اعتبار سے تقسیم:

جہاں جہاں مقامات اذکار ہیں انہیں اہل نقشبندیہ لطائف کہتے ہیں اور ان سات لطائف میں پہلے پانچ، یعنی سینے والے (قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ) لطائف کو عالمِ امر سے موسوم کیا جاتا ہے اور باقی دو کو جو آخری ہیں، لطائفِ عالمِ خلق کہتے ہیں۔

ثبوتِ لطائف

بعض منکرین تصوف کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ یہ مواضع جو صوفیائے عظام کے ہاں لطائف

سے معبر ہے اور اذکار و مراقبات کے لئے ان لطائف و مواضع کو متعین کئے ہوئے ہیں، تو کیا ان لطائف و مواضع کا ثبوت قرآن و حدیث میں ہے یا نہیں؟

ان لطائف و مواضع کا ثبوت قرآن مجید میں ہے۔

ثبوت لطیفہ قلب

پہلا لطیفہ، لطیفۂ قلب: ارشاد باری تعالیٰ ہے :اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ "بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے

لئے پرکھ لیا ہے، ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔"

(الحجرات ۳:، پ۲۶)

اس آیتِ مبارکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کا محل جسمِ انسانی کا دل ہے کیونکہ تمام بدن کی صحت دل کی صحت پر موقوف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ "لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا۔"

(الحجرات ۷:، پ۲۶)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے : لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُم۔ ''اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائیں، ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دلوں نے کئے۔'' (البقرہ ۲۲۵:، پ ۲)

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سزا و جزا کا تعلق لطیفہ قلب سے ہے اس لئے تو بندہ اس قسم پر عند اللہ ماخوذ ہے جو قصد قلب سے ہو۔

اشاد باری تعالیٰ ہے :**خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ۔** ''اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی''۔ (البقرہ ۷:، پ ۱)

ارشادی باری تعالیٰ ہے:**بَلْ رَأنَ عَلٰی**

قُلُوْبِھِم۔ ''بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔''
(المطففین ۱۴:، پ ۳۰)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :**نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ** ''اسے روح الامین لے کر اُترا، تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ''۔

(الشعراء ۱۹۳:، ۱۹۴، پ ۱۹)

فثبت من هذه الايات ان موضع الجهل والغفلة والعلم هو القلب لان القلب فی الحقیقة مخاطب لانه موضع موضع التمییز والاختیار واما سائر الاعضاء فمسخرة له ان فی ذلک لذکریٰ لمن کان له قلب او القیٰ السمع وهو شهید۔

''پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ جہل، غفلت اور علم کی جگہ بدن انسانی میں قلب ہے۔ اصل میں مخاطب حقیقی قلب ہے اس لئے کہ یہ تمیز و اختیار کی جگہ ہے اور دیگر اعضاء اس کے قابو میں ہیں۔ اس میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جس کے پاس (فہیم) دل ہو یا وہ (کم از کم دل سے) متوجہ ہو کہ (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :**اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔** ''سن لو، اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔''
(الرعد ۲۸:، پ ۱۳)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :**یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا**

بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ''جس دن نہ مال کام آئے گا، نہ بیٹے، مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر'' (الشعراء ۸۸:، ۸۹، پ ۱۹)

جس طرح سالم اور بے داغ اللہ نے دیا تھا کہ گناہ کرنے اور شغل دنیاوی کی وجہ دل داغ دار ہوتا ہے کما فی الحدیث۔ فائدہ :ان آیات کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امین وحی و نبوت اور خزانہ اسرار الٰہیہ غیبیہ صرف انسان کا دل ہے اور یہ دل تجلیات باری تعالیٰ کا محل ہے جب انسان اپنا دل صاف رکھے تو وہ دل مسکن تجلیات بن جاتا ہے اور تمام اخلاق رزائل دل سے خارج ہوتے ہیں اور دل اللہ

کے انوار سے منور ہوجاتا ہے۔

قال رسول الله ﷺ فی جسد بنی آدم لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا و هی القلب۔ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً بنی آدم کے بدن میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ صالح (درست) ہوتا ہے تو پورا بدن صالح ہوتا ہے اور جب وہ فاسد ہوتا ہے تو پورا بدن فاسد ہوتا ہے خبردار وہ دل ہے۔“

(رواہ بخاری تفسیر مظہری ص ۳۹۲:۷)

قال الامام فخر الدین الرازی رحمه الله :

و معلومة ان العقل فی القلب و لان التکلیف مشروطة بالعقل و الفهم قال الله تعالیٰ (اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ

الْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا (الاسراء ۳۶))

وقرن الله تعالیٰ بذکره السمع و البصر لانهما آلتان للقلب فی تادیه صور المحسوسات و المسموعات۔ ترجمہ : ”امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ معلوم بات ہے کہ عقل قلب میں ہوتی ہے، اس لئے تکلیف شرعی بھی عقل و فہم کے ساتھ مشروط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ”بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی“۔ دل کے ساتھ سماعت اور بصارت اس لئے پیوست کیا کہ یہ دونوں دل کے آلات ہیں جو محسوسات اور

مسموعات کی صورتوں کو دل میں لے آتے ہیں۔“

(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۹۰)

ثبوت لطیفہ روح

قال اللہ تعالیٰ : وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ ”اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں، تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔“

(بنی اسرائیل ۸۵ :، پ ۱۵)

قال اللہ تعالیٰ : فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ ”تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں۔“ (الحجر ۲۸ :، پ ۱۴)

تعریف روح

دل علیه الکتاب و السنة واجماع الصحابة و ادلة العقل انها جسم مخالف بالماهیة لهذا الجسم المحسوس وهو جسم نورانی علوی خفیف حی متحرک ینفذ فی جوهر الاعضاء ویسری فیها سریان الماء فی الورد وسریان الدهن فی الزیتون والنار فی الفحم۔ ”کتاب وسنت اجماع صحابہ رضی اللہ عنہ اور عقلی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ روح ایک جسم ہے جو اس محسوس جسم سے ماہیت میں مخالف ہے، یہ ایک نورانی علوی باریک زندہ متحرک جسم ہے جو انسانی

اعضاء میں اس طرح نفوذ کرتا ہے جیسا کہ ورق گلاب میں
پانی اورزیتون کے دانوں میں تیل اورانگاروں میں آگ۔“

(روح المعانی ج۱۵ص۱۵۵)

وقال قوم هو جسم لطيف يحيى به الانسان
وقيل الروح معنى اجتمع فيه النور والطيب والعلم
والبقاء الاترى انه اذا كان موجودًا يكون الانسان
موصوفا بجميع هذه الصفات واذا خرج منه ذهب
الكل۔

ترجمہ :ایک قوم نے کہا ہے کہ یہ روح ایک لطیف جسم
ہےجس سے انسان زندہ رہتا ہےاور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ

معنوی چیز ہے جس میں نور خوشبو علم برتری اور بقاء جمع کئے
گئے ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب یہ موجود ہوتی ہے تو
انسان مذکورہ صفات سے متصف ہوتا ہے اور جب یہ نکل
جاتی ہے تو یہ تمام صفات نکل جاتی ہیں۔

(تفسیر خازن ۱۹۰:۳)

سر، خفی اور اخفیٰ کا ثبوت قرآن سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ
فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى۔ ”اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ تو
بھید کو جانتا ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔“
(طٰهٰ:۷)

وقال العلامة العارف بالله تعالىٰ محمد
اسماعيل حقى رحمه الله تعالىٰ السر باصطلاح اهل
التحقيق لطيفة فوق القلب وهو معدن اسرار
الروحانية والخفى لطيفة بين الروح والحضرة
الالٰهية وهو مهبة انوار الربوبية وجملتها
المشاهدات والمكاشفات وحقائق العلوم الدينية۔

”علامہ عارف باللہ محمد اسماعیل حقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :سر اہل
تحقیق کی اصطلاح میں ایک لطیفہ ہے جو قلب کے اوپر ہے،
یہ اسرار روحانی کا خزانہ ہے اور خفی روح اور حضرت الہیہ کے
درمیان ایک لطیفہ ہے جو انوار ربوبیت کا مہبط (جائے

نزول) ہے من جملہ اس میں سے مشاہدات، مکاشفات اور
حقائق علوم دینیہ ہیں۔“ (روح البیان)

دیوبندیوں کے ”حکیم الامت“، مولوی اشرف علی
تھانوی نے لکھا ہے :لطائف چھ ہیں مطلب یہ کہ انسان کے
جسم میں چھ جگہیں ایسی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انوار و فیوضات
اور برکاتِ کثیرہ کا محل ہیں، پہلا لطیفہ قلب ہے، جو بائیں پستان
کے نیچے دو انگشت کے برابر ہے۔ اور عالم امر کے پانچ
لطائف ہیں : قلب، روح، سر، خفی، اور اخفی۔“

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں :

وبلسان الاشارة بيوت الله عبارة عما يذكر فيه الحق

من النفس والقلب والروح والسر والخفى فذكر بيت النفس الطاعات وذكر بيت القلب التوحيد والمعرفة وذكر بيت الروح الشوق والمحبة وذكر بيت السر المراقبة والشهود وذكر بيت الخفى بذل الوجود وترك الموجود۔

''اور اشارات کی زبان میں بیوت اللہ سے مراد یہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے یعنی نفس، قلب، روح، سر، اور خفی۔ بیت نفس کا ذکر طاعات ہیں اور بیت قلب کا ذکر توحید اور معرفت ہے، بیت روح کا ذکر شوق ومحبت ہے، اور بیت سر کا ذکر مراقبہ اور شہود ہے، بیت خفی کا ذکر اپنے وجود کو صرف کرنا

(نظروں سے محو کرنا) اور موجود کو ترک کرنا۔ (المرقات ۱:۲۷۱)

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : **وقد انكشف على ارباب القلوب من المجردات القلب والروح والسر والخفى والاخفى والله تعالىٰ اعلم بخلقه۔** ''کہ ارباب قلوب پر مجردات میں سے قلب، روح، سر، خفی اور اخفی کا انکشاف ہو چکا ہے۔''

(تفسیر مظہری، ۱:۴۳۷)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

اے جان لو۔ اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان میں نیک بخت کردے کہ پانچ اجزاء عالم امر میں سے قلب، روح، سر، خفی اور اخفی ہیں جو کہ عالم صغیر انسانی کے اجزاء ہیں مگر اس کے

اصول عالم کبیر میں ہیں جو کہ عناصر اربعہ کے رنگ میں ہیں۔ یہ انسانی اجزاء ہیں جو کہ عالم کبیر میں اپنے اصول رکھتے ہیں، ان اصول کا ظہور عرش کے اوپر ہے جو کہ لامکانیت سے موصوف ہیں اسی سے یہ بات نکلی ہے کہ عالم امر کو لامکانیت کہتے ہیں۔ (مکتوباتِ امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم ص ۹۰، ج ۱)

اعلم ان الله تعالىٰ خلق فى الانسان ستة لطائف بل عشرة الخمسة منها من عالم الأمر۔ وهى القلب والروح والسر والخفى والاخفى والخمسة من عالم الخلق وهى النفس والعناصر الاربعة واختلفوا فى انها اعتبارات وجهات النفس الناطقة او

حقائق علىحدة بحيالها ذهب قبلتنا الروحانى المجدد للالف الثانى الى ان اللطائف الستة هى حقائق منفردة بحيالها كما هو ظاهر كلامه وكلام اتباعه وذهب الشيخ ابن العربى الاندلسى الى انها اعتبارات وجهات النفس الناطقة وتبعه كثير من العلماء ثم لكل لطيفة من هذه اللطائف ارتباط بعضو من الجسد فالقلب تحت الثدى الايسر باصبعين۔ والروح تحت الثدى الايمن بحذاء القلب والسرفوق الثدى الا يسر مائلًا الى وسط الصدر والخفى فوق الثدى الايمن مائلًا الى الوسط

والاخفی فوق الخفی والسر فی الوسط والنفس فی البطن الاول من الدماغ وتسمیة هذه المواضع باسم اللطائف مجازا من قبیل تسمیة المحل باسم الحال کما فی قوله تعالیٰ (وَ اَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ(آل عمران ۱۰۷)) الایة۔ ای فی جنة الله التی تحل فیها الرحمة۔

ترجمہ : جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم میں چھ لطائف پیدا کیئے ہیں بلکہ دس ہیں ان میں سے پانچ عالم امر سے تعلق رکھتے ہیں جو قلب، روح، سر، خفی، اور اخفیٰ ہیں اور پانچ کا تعلق عالم خلق میں سے ہے، وہ نفس اور عناصرِ اربعہ (باد، خاک،

آب، آگ) ہیں۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ صرف تعبیرات ہیں اور نفس ناطقہ کی مختلف جہتوں کے نام ہیں یا ہر ایک علیحدہ وجود بھی رکھتا ہے۔ تو ہمارے روحانی قبلہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ لطائف ستہ (چھ لطائف) اپنی ذات میں الگ الگ حیثیت کے حامل حقائق ہیں، جیسا کہ یہ بات ان کے کلام سے واضح ہے اور ان کے متبعین کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور شیخ ابن عربی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ تعبیرات اور نفس ناطقہ کی مختلف جہات ہیں اور ان کی متابعت بہت سے علماء نے کی ہے۔ ان میں سے ہر لطیفہ کا انسانی اعضاء میں سے کسی ایک کے ساتھ ربط و تعلق

ہے۔ قلب بائیں پستان سے دو انگل کے برابر نیچے ہے۔ روح دائیں جانب پستان کے نیچے ہے جو کہ قلب کے متوازی ہے اور سر بائیں پستان کے اوپر وسط صدر کی جانب مائل ہے اور خفی دائیں پستان کے اوپر وسط صدر کی طرف مائل ہے اور اخفیٰ خفی اور سر کے اوپر وسط صدر میں ہے اور نفس دماغ کے بطن اول میں ہے۔ ان مواضع کا نام لطائف کے نام سے مجازی ہے جو حال کے نام سے محل کو موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جن کے چہرے سفید ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے۔'' یعنی جنت میں ہوں گے جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت جاری و ساری ہوگی۔'' (قطب الارشاد ج ۱ ص ۴۳۸، بحوالہ التبیان فی دقائق السلوک والاحسان، ص ۱۷۸)

لطیفہ نفس کا ثبوت

اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کی حکایت بیان کرتے ہیں: وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ الْاَمَّارَةَ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ : اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بناتا، بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے، مگر جس پر میرا رب رحم کرے میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

(یوسف ۵۳:، پ ۱۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے : وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَة۔ ''اور جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت

کرے۔" (القیامۃ ۲:، پ۲۹)

یٰاَیَّتُھَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ "اے اطمینان والی جان، اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی ہو وہ تجھ سے راضی۔"

(الفجر ۲۷:۲۸، پ۳۰)

تعریفِ نفس :**النفس ھی الجوھر البخاری اللطیف الحامل لقوۃ الحیاۃ والحس والحرکۃ الارادیۃ وسماھا الحکماء بالروح الحیوانیۃ فھو جوھر مشرق للبدن فعند الموت ینقطع ضوءہ عن ظاھر البدن وباطنہ واما فی وقت النوم فینقطع عن ظاھر البدن دون باطنہ فثبت ان النوم والموت من جنس**

واحد لان الموت ھو الانقطاع الکلی والنوم ھو الانقطاع الناقص فثبت ان القادر الحکیم دبر تعلق جوھر النفس بالبدن علی ثلاثۃ اضربٍ الاول ان بلغ ضوء النفس الی جمیع اجزاء البدن ظاھرہ وباطنہ فھو الیقظۃ وان انقطع ضوءھا عن ظاھرہ دون باطنہ فھو النوم او بالکلیۃ فھو الموت۔

"نفس ایک لطیف بخاری جوہر ہے جو قوت حیات احساس وشعور اور حرکت ارادی کا حامل ہے، اسے حکماء نے روحِ حیوانی کا نام دیا ہے، یہ بدن کو حیات سے منور کرتا ہے، موت کے وقت اس کا یہ نور بدن کے ظاہر و باطن سے منقطع

ہو جاتا ہے اور نیند کی حالت میں اس کا یہ نور ظاہر بدن سے منقطع ہوتا ہے نہ کہ باطن سے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیند اور موت کی جنس ایک ہی ہے اس لئے کہ موت کلی انقطاع بدن کے ساتھ تین طریقوں سے تدبیر دی ہے۔

(۱) نفس کی روشنی بدن کے تمام ظاہری اور باطنی اجزاء میں پہنچے یہ بیداری کی حالت ہے۔ (۲) ظاہر سے منقطع ہو اور باطن سے منقطع نہ ہو، یہ نیند کی حالت ہے۔ (۳) بالکلیہ تعلق ختم ہو جائے، یہ موت ہے۔"

(التبیان فی دقائق السلوک والاحسان، صفحہ ۱۸۰)

لطائف کے انوار

لطیفہ قلبی کا نور سرخ اور روحی کا زرد ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ اس کے برعکس، یعنی قلبی کا زرد اور روحی کا سرخ بتاتے ہیں۔ لطیفہ سری کا نور سفید ہوتا ہے، اور لطیفہ خفی کا نور سیاہ، لطیفہ اخفیٰ کا نور سبز ہوتا ہے جبکہ لطیفہ نفسی کا خاکی ہوتا ہے۔

قطب الارشاد میں ہے: "**ثم لکل لطیفۃ منھا نور یظھر فی عالم المثال عند صفائھا وظھور ذٰلک النور علامۃ صفائھا فنور القلب احمر ونور الروح اصفر ونور السر ابیض ونور الخفی اسود ونور الاخفی اسود غایۃ السوداء وقیل اخضر ونور النفس علی لون رمادی۔**" "پھر ہر لطیفہ کا اپنا نور ہے جو اس کی صفائی

کی وجہ سے عالم مثال میں ظاہر ہوتا ہے اور اس نور کا ظہور اس
کی صفائی کی علامت ہے۔ نورِ قلب سرخ ہے، نورِ روح زرد
ہے، نورِ سر سفید ہے، نورِ خفی سیاہ ہے اور اخفیٰ کا نور بہت زیادہ
سیاہ ہے، کسی نے کہا ہے کہ سبز ہے اور نفس کا نور خاکی رنگ کا
ہے۔'' (قطب الارشاد ج ا ص ۴۳۸ بحوالہ التبیان فی دقائق السلوک
والاحسان ص ۱۷۸)

ذکر نفی اثبات کا طریقہ

لطائف کے اذکار جاری ہونے اور اچھی طرح پختہ ہونے
کے بعد ذکر نفی اثبات دیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ
بالکل اطمینان کے ساتھ ماسویٰ اللہ کو باطن سے مٹا کر بیٹھ جا

ئے اور رابطہ شیخ کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ذکر کرے، اس
طرح کہ سانس بند کر کے لفظ ''لَا'' کو تصور کے ساتھ ناف
سے اُٹھا کر سر کی آخری حد یعنی قالبی تک لے جائے اور لفظ
''اِلٰہ'' کو پورے خیال کے ساتھ دائیں کندھے پر لے
جائے اور تصوّر میں ماسویٰ اللہ کو نیچے پھینک دے اور لفظ
''اِلَّا اللہ'' کے ساتھ دل پر شدّت سے ضرب لگائے۔ یہاں
تک کہ ذکر کی حرارت کا اثر تمام عالم امر کے لطائف میں
ظاہر ہو۔ یعنی لفظ ''لا'' کے ساتھ باطن سے ماسویٰ اللہ کو
اُٹھا کر اور ''الہ'' کے ساتھ سیدھے کندھے کی جانب نیچے
پھینک دے۔ اور لفظ ''الّا اللہ'' کے ساتھ اپنے قلب میں

تصوّرِ اللہ کو باقی رکھے۔ جب سانس میں سالک دقت محسوس
کرے تو سانس کو طاق عدد پر خالی کردے۔ یعنی اگر وہ حبس
دم میں نفی اثبات کا ذکر دس مرتبہ کر چکا ہے اور سانس میں تنگی
محسوس کرنے لگا ہے تو گیارہ پر سانس کو خالی کردے۔ یعنی
طاق عدد پر سانس چھوڑ دے اور بزبانِ حال **محمدرّسول
اللہ** ﷺ پڑھے اور سانس کھولنے کے بعد یہ دعا پڑھے :
**اِلٰھِی اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَ رِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ اَعْطِنِی مَحَبَّۃَ
ذَاتِکَ وَ مَعْرِفَۃِ صِفَاتِکَ** ہر بار **لا الہ الاّ اللہ** کے ساتھ
تصور میں ہی **لا معبود الاّ اللہ، لا مقصود الاّ اللہ، لا موجود
الاّ اللہ، لا مطلوب الاّ اللہ**، ان چاروں میں سے کسی ایک کا

معنی دل میں حاضر رکھے، لیکن یاد رکھے کہ مذکورہ آٹھوں
اذکار میں زبان بند رہے گی اور یہ سارے اذکار تصور سے
کرنے کے ہیں۔ ایک بار پھر بتاتے چلیں کہ نفی اثبات
میں ان باتوں کا خیال رکھیں : (۱) سانس بند رہے۔
(۲) معنی دل میں حاضر رکھ کر مذکورہ بتلائے ہوئے طریقہ
سے تصور قائم رکھے۔ (۳) تعداد کا خیال رکھے کہ جب
سانس کھولنا ہو تو طاق عدد پر ہی کھولے۔ (۴) سانس
چھوڑتے وقت **محمد رّسول اللہ** ﷺ تصوّر سے
پڑھے۔

نفی اثبات میں زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی

ہے، کہ اس سے کافی حد تک مقامات طے ہو جاتے ہیں اور
افاضہ و استفادہ کی قوّت کافی حد تک نفی اثبات سے بڑھتی
ہے۔یعنی آدمی میں نفی اثبات کی کثرت سے دوسرے کو فیض
پہنچانے اور دوسرے سے فیض حاصل کرنے کی قوّت کافی
حد تک پیدا ہوتی ہے۔نفی اثبات کے پختہ ہونے کے بعد
مراقبات دیئے جاتے ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ میں
کُل چھتّیس (۳۶) مراقبات ہیں۔

مُراقُبات

سلسلہ نقشبندیہ مجدّدیہ معصومیہ ہاشمیہ سیفیہ
کل چھتّیس مراقبات مروّج ہیں۔مراقبہ کا معنی

انتظارِ فیض کرنا ہے۔لہٰذا مراقبہ میں فیضِ الٰہی کے انتظار میں
سکون و اطمینان کے ساتھ بیٹھنا ہوتا ہے۔اور مراقبات کرتے
وقت حضرت مرشدنا و و اصلنا الی اللہ اخندزادہ سیف الرّحمٰن
صاحب سقّی اللہ ثراہٗ وجعل الجنۃ مثواہ کا فرمان ہے کہ فارسی زبان
میں ہی نیتِ مراقبہ کر کے بیٹھنا زیادہ فیض کا باعث ہوتا ہے۔
مراقبات شروع کرنے سے پہلے چند شرائط ہیں جن پر عمل
کرنے سے مراقبہ میں زیادہ سے زیادہ سرور و تسکین و لذت
ملتی ہے جو درجِ ذیل ہے۔

شرائطِ مراقب و مراقبات:

۱) منجملہ اس کے مراقب کو چاہیے کہ وقت ِمراقبہ

طہارت ِکامل رکھتے ہوئے بالکل یکسوئی کے ساتھ متوجّہ ہو کر
فیضانِ الٰہی کا منتظر رہے اور علاوہ مقصود کے ہر طرف سے اپنی
توجّہ ہٹا دے۔

۲) یہ مراقبات ایسے شخص کے لئے سودمند ہیں اولاً
جس کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کی آراء کے مطابق بالکل
صحیح ہو اور شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے تابع ہو چکا ہو اور
کسی کامل و مکمل مرشد سے مراقبات کا اذن لے چکا ہو۔

۳) یہ مراقبات اس وقت تجویز کئے جائیں گے جب
سالک کے لطائف عالم امر و عالم خلق میں مرشد ِکامل مکمل کی
صحبت سے حیات پیدا ہو چکی ہو اور ذکر ِالٰہی اس میں جاری

ہو چکا ہو۔اور نفی اثبات کا جس طور پر کہ لازم ہے عامل ہو چکا
ہو۔اس کے بعد اگر اس میں استعداد ہو تو مراقبات شروع
کرائے جائیں۔

۴) تعداد توقف ِایام ہر مراقبہ میں مرشد موصوف کے
اذن پر موقوف ہے ورنہ

ہر آن کاری کہ بے اُستاد باشد
یقین می دان کہ بے بنیاد باشد

۵) ہر مراقبہ کے الگ الگ آثار اور کیفیات ہوتے
ہیں۔ مراقب کو چاہئے کہ متابعتِ سنن اور آدابِ طریقت کا صحیح
پابند رہے۔آداب اور سنّتِ مصطفوی ص کی کسی وقت مخالفت نہ

کرے کیونکہ اس باب میں نہایت کوشش اور احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ اگر کچھ سستی محسوس ہو تو اپنی تقصیرات کی طرف متوجّہ ہو کر معافی مانگ لینا چاہئے کیونکہ

ہر چہ ہست از قامت ناسازِ بی ہموار ماست
ورنہ تشریف تو بر بالائی کس کوتاہ نیست

۶) مراقبہ کرتے وقت اس طور پر بیٹھنا چاہئے کہ اگر کسی دوران نیند طاری ہو جائے تو وضو کی تجدید کی ضرورت نہ پڑے۔ اس لئے کہ مراقبہ نیند کی کیفیت رکھتا ہے، جیسا کہ بحر العلوم شرح فقہ اکبر میں کراماتِ اولیاء کی بحث میں صراحتہً فرمایا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے وہاں رجوع کریں۔

۷) اگر دورانِ مراقبہ کچھ واقعات دیکھنے میں آجائیں تو اپنے مرشد کے حضور میں ذکر کرنا چاہیے۔ خصوصاً عالم امر کے ظہور میں کہ اس مقام میں بیچونیت کا شائبہ دیکھا جاتا ہے۔ اپنے کو چون دیکھنے پر کہیں فریفتہ نہ ہو جائے۔ بہت سے سادہ لوح افراد اس وادی میں پھنسے ہوئے ہیں۔

۸) مراقب کو چاہیے کہ جس مراقبہ میں جتنے دن کرنے پر معمور کیا گیا ہے، اس میں سستی نہ کرے۔

۹) مراقبات کی نیّت یاد کرنی چاہئے۔ تمام مقامات، منازل اور کیفیاتِ سیر و سلوک سے واقفیت رکھنا ضروری ہے۔

۱۰) سالک کے سلوک کرنے کے لئے کام کسی کامل و مکمل شیخ کی توجہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر ایسا شخص مراقبہ کرے جو کہ لطائف کی کچھ اطلاع نہ رکھتا ہو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کمثل الحمار یحمل اسفارا۔

ہر جاہل و کاہل و گہن سال   کے بود لائق شیخیت و اقبال

۱۱) طالب کو چاہئے کہ ہر وقت مرشد کے بسط کا منتظر رہے اور ان کی توجہات سے نفع وافر حاصل کرے، یہاں تک کہ ولایتِ صغریٰ جس کی ابتداء مراقبہ معیّت سے ہوتی ہے، کہ اس مقام سے گزار دیا جائے۔ اس لئے کہ یہ گزر گاہ نہایت تنگ ہے۔ بہت سے لوگ اس مقام میں متمرکز ہو

چکے ہیں جو اپنی جان اور اپنے عروجات تک کی خبر نہیں رکھتے۔ اور وحدت الوجود کے قائلین بھی اس مقام میں انا الحق پر قرار پکڑے ہوئے ہیں۔ اسی باب میں حضرت مرشد کی توجہ کی تاثیر کبریت احمر ہے کہ ان کی توجہ کی برکت سے لوگ بجلی کی طرح اس مقام سے گزر جاتے ہیں۔ اور دائرہ ولایتِ کبریٰ میں پہنچ جاتے ہیں اور طالب حیران رہ جاتا ہے اور وحدت الوجود کے مقام سے گزرنا نہایت دشوار ہے۔ اور تنگیِ راستہ سے مراد بھی یہی دشواری ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے مراقبات

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

(نیت وُقُوف مُراقبَات)

۱) نیت مراقبہ وُقُوفِ قَلب : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ لطیفۂ قَلبی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف ------ روز

۲) نیت مراقبہ وُقُوفِ رُوح : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ لطیفۂ رُوحی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف ------ روز

۳) نیت مراقبہ وُقُوفِ سِرّ : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ لطیفۂ سِرّی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف ------ روز

۴) نیت مراقبہ وُقُوفِ خَفِی : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ لطیفۂ خَفی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف ------ روز

۵) نیت مراقبہ وُقُوفِ اَخفٰی : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ لطیفۂ اَخفائے مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ توقف ------ روز

۶) نیت مراقبہ وُقُوفِ نَفسِی : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ لطیفۂ نَفسی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف ------ روز

۷) نیت مراقبہ وُقُوفِ قَالِبی : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ لطیفۂ قَالبی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف ------ روز

۸) نیت مراقبہ وُقُوفِ خمسہ عَالَمِ اَمَر : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ لطائفِ خَمسۂ عَالَمِ اَمَر مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ توقف ------ روز

۹) نیت مراقبہ وُقُوفِ خَمسہ عَالَمِ خَلق : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ لطائفِ خَمسۂ عَالَمِ خَلق مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ توقف ------ روز

۱۰) نیت مراقبہ وُقُوفِ مَجمُوعہ لَطَائِفِ عَالَمِ اَمَر و عَالَمِ خَلق : فیض می آید از ذاتِ بیچون بہ مَجمُوعہ لَطَائِفِ عَالَمِ امر و عَالَمِ خَلق مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف ------ روز

۱۱) نیت مُراقبہ اَحدِیَت: فیض می آید از ذاتِ بیچون کہ جامع جمیع صفات و کمالات اَسُت ومُنَزَّہ از جمیع عیوب و

نقصانات اَست و ہی مِثل اَست بہ لطیفہ قلبی مَن بواسطہ
پیرانِ کِبّار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔توقف۔۔۔۔۔۔۔روز

۔۔۔۔۔۔نیت اصول مراقبات۔۔۔۔۔

۱۲) نیت مُراقبہ اَصلِ قَلب : الٰہی قَلبِ مَن بمقابل قَلبِ
نبی علیہ السّلام، آن فیض تجلّائی صفاتِ فِعْلِیَہ خود کہ از قَلبِ
نبی علیہ السّلام بہ قَلبِ آدم علیہ السّلام رَسَانِیدَہ بہ قَلبِ مَن
نیز بَرَسَانِی بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔۔روز

۱۳) نیت مُراقبہ اَصلِ رُوح : الٰہی رُوحِ مَن بمقابل روحِ
نبی علیہ السّلام ، آن فیض تجلّائی صفاتِ ثَمَانِیَہ ثُبُوتِیَہ ذَاتِیَہ

حَقِیقِیَہ خود کہ از روحِ نبی علیہ السّلام بہ رُوحِ ابراہیم ونوح
علیہما السّلام رَسَانِیدَہ بہ روحِ مَن نیز بَرَسَانِی
بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔۔روز

۱۴) نیت مُراقبہ اَصلِ سِرّ : الٰہی سِرِّ مَن بمقابل سِرِّ نبی
علیہ السّلام، آن فیض تجلّائے شُیُونَاتِ ذَاتِیَہ خود کہ از سِرِ
نبی علیہ السّلام بہ سِرّ موسیٰ علیہ السّلام رَسَانِیدَہ بہ سِرّ مَن نیز
بَرَسَانِی بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔۔روز

۱۵) نیت مُراقبہ اَصلِ خَفِی : الٰہی خَفِی مَن بمقابل خَفِی نبی

علیہ السّلام، آن فیض تجلّائی صفاتِ سَلبِیَہ خود کہ از خَفِی نبی علیہ
السلام بہ خفی عیسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ خَفِی مَن نیز بَرَسَانِی
بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔۔روز

۱۶) نیت مُراقبہ اَصلِ اَخفیٰ : الٰہی اَخفَائے مَن بمقابل
اَخفَائے نبی علیہ السّلام، آن فیض تجلّائی شانِ جامع خود کہ بہ
اَخفَائے نبی علیہ السّلام رَسَانِیدَہ بہ اَخفَائے مَن نیز بَرَسَانی
بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔روز

۱۷) نیت مراقبہ مَعِیّت: فیض می آید از ذاتِ بیچون کہ ہمراہ

اَست ہمراہِ مَن وہمراہ جمیع ممکنات بلکہ ہمراہ ہر ذرّہ از
ذرّاتِ ممکنات بہمراہی بیچون بمفہوم ایں آیہ کریمہ "وَهُوَ
مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ" بہ لطائف خمسہ عالَم اَمر مَن بواسطہ
پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ توقف۔۔۔۔۔۔۔روز

۱۸) نیت مراقبہ اَقرَبِیَت : فیض می آید از ذات بیچون کہ
اَصلِ اَسماء وصفات اَست کہ نزدیک تر اَست از مَن بہ مَن و
از رَگِ گردن مَن بمَن بہ نزدیکی بِلا کَیف بمفہوم ایں آیہ
کریمہ "وَنَحنُ اَقرَبُ اِلَیهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد" بہ لطیفہ نفسی
مَن باشرکت لطائف خمسہ عَالَمِ اَمر مَن بواسطہ پیرانِ کِبّار
رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ توقف۔۔۔۔۔۔روز

۱۹) نیت مراقبہ محبت اوّل :فیض می آید از ذاتِ بیچون کہ اَصلِ اَصلِ اَسماء وصفات اَست کہ دوست مِیدارَد مرا و مَن دوست میدارم او را بمفہوم ایں آیہ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ خاص بہ لطیفہ نفسی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف ــــــــــ روز

۲۰) نیت مراقبہ محبت دوم :فیض می آید از ذاتِ بیچون کہ اَصلِ اَصلِ اَصل اَسماء وصفات اَست کہ دوست مِیدارَد مرا و مَن دوست میدارم او را بمفہوم ایں آیہ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ خاص بہ لطیفہ نفسی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار

رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف ــــــــــ روز

۲۱) نیت مراقبہ دائرہ قوسی: فیض می آید از ذاتِ بیچون کہ اَصلِ اَصلِ اَصل اَصلِ اَسماءوصفات اَست ودائرہ قُوسیَسْت کہ دوست مِیدارَد مرا ومَن دوست میدارم او را بمفہوم ایں آیہ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ خاص بہ لطیفہ نفسی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف ــــــــــ روز

۲۲) نیت مراقبہ اسم ظاہر :فیض می آید از ذاتِ بیچون کہ مُسَمّٰی بِاِسمِ ظاھر اَست بمفہوم ایں آیہ کریمہ هُوَ الاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيئٍ عَلِيم خاص بہ

لطیفہ نَفْسی مَن بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف ــــــــــ روز

۲۳) نیت مراقبہ اسم باطن :فیض می آید از ذاتِ بیچون کہ مُسَمّٰی بِاِسمِ باطن است کہ منشاء وِلایَتِ عُلیَّا اَست کہ وِلایتِ مَلَائےُ الاَعْلٰی اَست بمفہوم ایں آیہ کریمہ هُوَ الاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيئٍ عَلِيم بَعناصرِ ثلٰثہ مَن کہ آب وباد ونار است بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف ــــــــــ روز

۲۴) نیت مراقبہ کمالات نبوّت :فیض می آید از ذاتِ بیچون

کہ منشاء کمالات نبوّت است بہ عنصر خاک من بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف ــــــــــ روز

۲۵) نیت مراقبہ کمالاتِ رِسالت: فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات رسالت است بہ ہَیئتِ وحدانی من بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف ــــــــــ روز

۲۶) نیت مراقبہ کمالات انبیاءِ اُولُوالعَزم :فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات انبیاءِ اُولُوالعَزم است بہ ہَیئتِ وحدانی من بواسطہ پیرانِ کِبَّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔روز

۲۷) نیت مراقبہ حقیقت کعبہ ربّانی : فیض می آید از ذات بیچون کہ مسجود جمیع ممکنات است و منشاء حقیقتِ کعبہ ربّانی است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔روز

۲۸) نیت مراقبہ حقیقت قرآن مجید : فیض می آید از وسعتِ بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔روز

۲۹) نیت مراقبہ حقیقت صلوٰۃ : فیض می آید از کمال وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت صلوٰۃ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔روز

۳۰) نیت مراقبہ معبودیت صرفہ : فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ منشاء معبودیت صرفہ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔روز

۳۱) نیت مراقبہ حقیقت ابراہیمی علیہ السلام : فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محبِ صفات خود است و منشاء حقیقتِ

ابراہیمیؑ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔روز

۳۲) نیت مراقبہ حقیقت موسوی علیہ السلام : فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب ذات خود است و منشاء حقیقت موسوی (علیہ السلام) است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔روز

۳۳) نیت مراقبہ حقیقت محمدی ﷺ : فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب ذات خود است و محبوب ذات خود است و

منشاء حقیقتِ محمدیست بہ ہیئت وحدانی من بہ واسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

توقف۔۔۔۔۔۔روز

۳۴) نیت مراقبہ حقیقت احمدی ﷺ : فیض می آید از ذات بیچون کہ محبوب ذات خود است و منشاء حقیقت احمد ﷺ یست بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ توقف۔۔۔۔۔۔روز

۳۵) نیت مراقبہ حُبِّ صَرف : فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء حُبّ صَرف است بہ ہیئت وحدانی من پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ توقف۔۔۔۔۔۔روز

۳۶) نیت مراقبہ لاتعیّن : فیض می آید از ذات مطلق بیچون کہ موجود است بوجود خارجی ومنزّہ است از جمیع تعینات بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران پیرانِ کِبّار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ توقف۔۔۔۔۔۔روز

اسباق سلسلہ چشتیہ ہاشمیہ سیفیہ

خواجہ خواجگان کامل العصر و مکمل الدهر اخندزادہ سیف الرحمن صاحب مبارک دامت برکاتهم العالیہ سلسلۂ نقشبندیہ کے بعد سلسلۂ چشتیہ کے اسباق کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ کا طریقہ تعلیم سلسلہَ چشتیہ مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا سبق : آپ رحمہ اللہ تعالیٰ سلسلہَ چشتیہ کا پہلا ذکر ''ھو'' دیتے ہیں۔

طریقہ ذکر : ''ھو'' لطیفہ روحی سے تصور کے ساتھ لطیفہَ قلب پر اور پھر لطائف سے ہوتے ہوئے دوبارہ لطیفہ روحی پر ضرب لگانا ہے اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ کلمہ ''ھو'' کو تلوار جیسا فرض کرنا ہے اور ماسویٰ اللہ کو باطن سے نکال دینا ہے اور چرخ کی طرح لطائف میں گردش کرنا ہے۔ عروج کے لئے لاتعین تک ایک بلا کیف مینار تصور کر کے اس کے باہر کی جانب عروج کیا جاتا ہے۔اس سبق میں فیض اسماء وصفات کی تفصیل سے لیا جاتا ہے۔

دوسرا سبق : چشتیہ مبارکہ کا دوسرا ذکر ''اللہ ھُوَ'' ہے۔اس کو اس طرح پڑھنا چاہئے کہ دونوں الفاظ یعنی لفظ ''اللہ'' کو الگ کر کے ظاہر کریں اور لفظ ''ھو'' الگ کر کے ظاھر کریں کیونکہ یہ دونوں الگ الگ نام ہیں، ان کو ایک نام بنا کر پڑھنا یعنی ''اللہ'' یا ''اَلَّاھُوَ'' پڑھنا درست نہیں ہے۔

طریقہ ذکر: ''اللہ'' کی ضرب لطیفہ قلب پر اور ھو کی ضرب لطیفہ روح پر ہوتی ہے اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ ہر لفظ کو دوسرے سے جدا کر کے پڑھنا چاہئے اور لاتعین تک ایک بلا کیف مینار تصور کر کے اس کے اندر گول گردش کے ساتھ لاتعین تک عروج کرنا ہے۔اس سبق میں فیض اسماء صفات

کی تفصیل اور اجمال کے مابین سے لینا ہے۔

تیسرا سبق : تیسرا ذکر ''ھو اللہ'' ہے۔''ھو'' کی ضرب روح پر اور ''اللہ'' کی ضرب قلب پر اور زبان سے بھی ادا کرنا ہے۔ عروج کے لئے لاتعین تک ایک مینار فرض کرنا ہے اور اس کے اندر سیدھا عروج کرنا ہے۔اس سبق میں فیض اسماء و صفات کے اجمال سے حاصل ہوتا ہے۔

چوتھا سبق : طریقہ چشتیہ کا چوتھا ذکر مبارک ''اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوْ'' ہے۔اس کا طریقہ ذکر اس طرح ہے کہ '' اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ'' قلب پر اور ''الْحَق'' کا تصور اخفیٰ پر۔''لَیسَ الْھَادِیْ'' اخفیٰ

سے دوبارہ قلب تک لے جائے اور "اِلَّاَ" قلب پر اور "ھُوْ"
کا تصور روح پر کرے۔ ساتھ ہی ساتھ زبان سے بھی کہنا
ہے۔ یہ ذکر انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ
نزولی سبق کہلاتا ہے۔ طریقہ چشتیہ کے اسباق ختم ہوئے۔
چشتیہ مبارکہ میں عدد کی مراعات نہیں بلکہ نقشبندیہ کی طرح
دائمی ذکر کرنا ہے۔

اسباق سلسلہ قادریہ ہاشمیہ سیفیہ

**قیوم زمان مجدد وقت حضرت آخندزادہ
سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتھم العالیہ مرید کو**
سلسلہ چشتیہ کی تکمیل کے بعد سلسلہ قادریہ مبارکہ کے اسباق

کی تعلیم دیتے ہیں جس کے اسباق ترتیب وار اور طریقہ ذکر
درج ذیل ہیں۔

مشائخ سلسلہ قادریہ سیفیہ مریدین کو استغفار کا
حکم دیتے ہیں۔ اس کا بہتر وقت صبح صادق سے قبل کا وقت
ہے دن رات میں تین سو تیرہ (۳۱۳) مرتبہ مندرجہ ذیل
استغفار پڑھا جاتا ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

یہ استغفار خارج از اسباق ہے لیکن تزکیۂ نفس کے لئے
مشائخ عظام حکم دیتے ہیں۔ استغفار کے علاوہ سلسلہ قادریہ
کے نو (۹) اسباق ہیں۔

۱) پہلا سبق : نفی اثبات یعنی کلمہ طیبہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ) اس کا
طریقہ یہ ہے کہ لفظ "لَا" سے تصور میں جھاڑو بنا کر اس کے
ذریعے قلب و باطن سے ماسویٰ اللہ اور کدورت وظلمت کو
سینے کی طرف لطائف سے ہوتے ہوئے دائیں کندھے کی
طرف سے اُٹھایا جاتا ہے اور لفظ "اِلٰہَ" بغیر "ھا" ملائے
قالب تک لے جائے اور لفظ "ھا" کو بائیں کندھے پر لے
جائے۔ اور "اِلَّا اللّٰہ" کی ضرب قوت اور شدت کے ساتھ
قلب پر لگائی جائے۔ اس تصور کے ساتھ کہ "اِلَّا اللّٰہ" کی
ضرب سے انوار قلب پر وارد ہوں اور کدورات وظلمات اس
طرح ختم ہوں جیسے گرد آلود لوہا ہتھوڑے کی ضرب شدید سے

گرد سے پاک ہوجاتا ہے۔ نیز چار معنیٰ میں سے ایک معنیٰ
کا تصور ضرور رکھے یعنی **لا معبودَ اِلَّا اللّٰہ، لا مقصودَ اِلَّا اللّٰہ،
لا موجودَ اِلَّا اللّٰہ، لا مطلوبَ اِلَّا اللّٰہ۔** تصور میں لفظ **لا الٰہ**
سے معبودانِ باطلہ کی نفی اور **الا اللہ** سے **وحدہ لا شریک** کا
اثبات کرے اس طرح سے جب سو (۱۰۰) مرتبہ پورا ہو
جائے تو **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ** ﷺ کہے۔ الفاظ کو صحیح اور
پورا پورا کلمہ ادا کرنے میں احتیاط کی جائے ورنہ اجر میں کمی ہو
گی یا معنیٰ بدلنے پر گناہ ہوگا۔ اس کے پڑھنے کی تعداد ایک
ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

۲) دوسرا سبق : دوسرا ذکر شریف اثبات یعنی "اِلَّا اللّٰہ"

پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی دفعہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' طریقہ مذکورہ کے ساتھ پڑھے اور پھر دوسری بار ''اِلَّا اللّٰہ'' کا ذکر شروع کرے اور بائیں کندھے سے قلب پر مذکورہ تصور کے ساتھ ضرب شدید لگائے۔ سو مرتبہ پورا ہونے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلَ اللّٰہ ﷺ پڑھے۔ اس میں بھی الفاظ کو صحیح ادا کرنے میں احتیاط کرے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ دہرانا ہے۔

۳) تیسرا سبق : اسم ذات یعنی ''اللّٰہ'' پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی بار ''اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ'' پھر ''اَللّٰہ، اَللّٰہ'' اور سو مرتبہ پورا کرنے کے بعد ''اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ'' کہے۔ تصور کے ساتھ

اس کی ضرب دل پر لگائے اور زبان سے بھی ادا کرے۔ اس کی تعداد بھی ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

۴) چوتھا سبق : ''ھوٗ'' طریقہ ذکر یہ ہے کہ ذکر ''ھوٗ'' لطیفہ روح سے قلب، قلب سے سر، سر سے خفی، خفی سے اخفیٰ اور اخفیٰ سے دوبارہ روح پر لائے اور زبان سے بھی کہے اور اس کی حرکت کروی یعنی چرخ کی طرح گول گردش کرنی ہے۔ کلمہ ''ھو'' سے ایک تلوار تصور کر کے ماسویٰ اللہ کو تلوار سے کاٹنا ہے۔ کروی نقش بننے کے بعد ایک بلا کیف مینار لاتعین تک فرض کر کے اس مینار سے خارج (باہر کی جانب) عروج کرے۔ اس ذکر سے مینار کے خارج لاتعین تک کے

مقامات میں سیر واقع ہوتی ہے اور فیض اسماء و صفات کی تفصیل سے وارد ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ ''ھُوْ جَلَّ جَلَالُہٗ'' اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا کرنے کے بعد بھی ''جَلَّ جَلَالُہٗ'' کہے۔ یہ عروجی سبق ہے، یہ بھی ایک ہزار مرتبہ پڑھنا ہے۔

۵) پانچواں سبق مراقبہ : طریقہ یہ ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد قعدہ کی صورت میں یعنی دوزانو ہو کر بیٹھ جائے اور قبلہ سے ذرا سا دائیں جانب مڑ کر مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے سانس اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے اور لطیفہ قلب میں تصور سے اللہ اللہ کہے اور اپنے لطیفہ قلب کو حضور اکرم ﷺ کے لطیفہ قلب مبارک کی طرف مدینہ منورہ میں مقابل تصور

کر کے اکتساب فیض کرے یوں تصور رہے کہ حضور اکرم ﷺ کے قلب مبارک سے میرے قلب میں انوار منتقل ہو رہے ہیں۔ زبان کو اوپر کے تالو کے ساتھ ملائے رکھے اور کم از کم چار رکعت نماز یا ۵ منٹ کی مقدار مراقبہ کرے۔ مراقبہ کے دوران سانس ختم ہو جائے تو ناک کے ذریعہ سانس لے سکتے ہیں۔

۶) چھٹا سبق : ''اللّٰہ ھُوْ'' طریقہ ذکر یہ ہے کہ ''اللّٰہ'' کا تصور قلب پر اور ''ھُوْ'' کا تصور روح پر ہو اور زبان سے بھی ادا کرے اور مذکورہ مینار تصور کر کے اور اس مینار کے داخل یعنی اندر کی جانب گول گردش کے ساتھ لاتعین تک عروج

کرے۔اجمال وتفصیل مرتبہ اسماء وصفات دونوں سے فیض حاصل کرنا ہے۔پہلی بار"اللہ ھُوَ جَلَّ جَلَالُہٗ"اورسو (۱۰۰) مرتبہ پورا ہونے کے بعد بھی "ھُوَ جَلَّ جَلَالُہٗ" پڑھے۔دونوں الفاظ کو الگ الگ ظاہر کرے۔ یہ بھی ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پورا کرنا ہے۔

۷) ساتواں سبق :"ھُوَ اللہ" طریقہ ذکر یہ ہے کہ "ھُوَ" کا تصور روح پر اور "اللہ" کا قلب پر کرے ساتھ میں زبان سے بھی کہے اور لاتعین تک مینار کے اندر سیدھا یعنی خط مستقیم میں عروج کرے۔اور اس میں اسماء صفات باری تعالیٰ کے اجمال سے فیض حاصل کرے۔احتیاط لازمی ہے کہ دونوں

ناموں کو الگ الگ ظاہر کرے اور ایک دوسرے میں مدغم نہ کرے۔تعداد پڑھائی ایک ہزار ہے۔

۸) آٹھواں سبق : "اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُو" طریقہ ذکر یہ ہے کہ "انت الھادی انت" کا تصور قلب پر اور "الحق" کا اخفیٰ پر اور "لیس الھادی" اخفی سے دوبارہ قلب تک، "اِلّا" قلب پر اور لفظ "ھُوَ" کا تصور لطیفہ روح پر لے جائے۔اور زبان سے بھی ادا کرے۔ یہ ذکر نہایت عجز وانکساری اور تواضع کے ساتھ کرے، یہ ذکر نزولی ہے۔ پڑھنے کی تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

۹) نواں سبق : درود شریف ان الفاظ کے ساتھ اَللّٰھُمَّ صَلِّ

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ عِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔اس ذکر کے کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی سمت دوزانو ہو کر باوضو اور عطر لگا کر بیٹھ جائے۔اس کا تصور اخفیٰ میں رکھے اور زبان سے بھی کہے اور حضور اکرم ﷺ کے اخفیٰ مبارک سے فیض حاصل کرے اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا ہونے پر یہ بھی ساتھ پڑھے : وَ صَلِّ وَسَلِّمْ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی کُلِّ مَلَآئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ۔ یہ درود شریف نہایت حضورِ قلبی کے ساتھ، خشوع، خضوع، شوق، محبت اور تضرع کے ساتھ حضور اکرم ﷺ سے رابطہ قائم

کر کے ادب واحترام سے پڑھے کیونکہ عاشقین وسالکین کا درود و سلام بذات خود نبی اکرم ﷺ سنتے ہیں اور جب حضور اکرم ﷺ متوجہ ہوں اور آپ چل رہے ہوں تو یہ بے ادبی ہے۔یہ ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پڑھنا ہے۔

اسباق سلسلہ سہروردیہ ھاشمیہ سیفیہ

سہروردیہ شریف کے اذکار واسباق بعینہٖ وہی ہیں جو قادریہ شریف کے اسباق ہیں البتہ صرف مراقبہ میں فرق ہے۔قادریہ میں مراقبہ پانچویں نمبر پر ہے اور سہروردیہ میں سب سے آخری نمبر پر ہے۔اس کے علاوہ قادریہ کا مراقبہ ۵ منٹ ہے، اور سہروردیہ کا مراقبہ بیس (۲۰) منٹ

ہے اور اکثر کے لیے حد نہیں۔ اور طریقہ مراقبہ میں بھی فرق ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

طریقہء سہروردیہ کا مراقبہ : سلسلہ سہروردیہ میں مراقبہ درجِ ذیل طریقہ سے کیا جاتا ہے۔ اسباق سہروردیہ کے اختتام کے بعد باوضو مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر عطر لگا کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے۔ (مراقبہ میں آنکھ بند کرنا شرط ہے) مدینہ منورہ کی طرف ایک سیدھا راستہ فرض کر لے کہ جس میں انبیاء (علیہم السلام)، اولیاء (رحمہم اللہ تعالیٰ)، زمین و آسمان کے فرشتے اور مشائخ سلسلہ اور حاضرین مجلس اسی راستہ پر حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی نیت سے جا رہے

ہیں۔ اپنے شیخ کے رابطہ کے ساتھ اور مراقبہ سے پہلے جو اسباق پڑھے ہیں، ان کا ثواب بطورِ تحفہ اپنے سر پر رکھ کر سرور اور عشق و محبت، استغراق اور باطنی سرور کے ساتھ شوق و ذوق سے ذکر شروع کرے اور حضور اکرم ﷺ کے جمال کے اشتیاق کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں وہ تحفہ پیش کرنے کے لئے جب پہنچے تو حضور اکرم ﷺ کے حرم شریف میں ان مذکورہ اشخاص کے ساتھ ایک حلقہ بنا کر مجلسِ ذکر تشکیل دیں اور حضور ﷺ کو اس مجلس و محفل ذکر کا صدر تصور کریں۔ فیض طلب کرتے رہیں، پھر آ کر اپنے وظیفہ کا ثواب بطور تحفہ سرور کائنات ﷺ کو پیش کریں۔ پھر واپس

جا کر اپنی جگہ بیٹھ جائے اور مذکورہ ترتیب سے ذکر کرے اور حضور اکرم ﷺ سے فیض حاصل کرتا رہے اور اس ہی طرح بیٹھا رہے۔ اور جب مراقبہ ختم کرنے کا ارادہ کرے تو سب مجلس والے حضور اکرم ﷺ سے رخصت طلب کریں۔ جب حضور اکرم ﷺ سے اجازت مل جائے تو یہ مراقبہ جہاں بیٹھا ہوا ہے وہاں تصور رجعت ''قہقری'' یعنی الٹے پاؤں، ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے واپس ہو جائے۔ اور دوسری ارواح مبارکہ بھی اپنی اپنی جگہ چلی جائیں گی۔ جب اپنے مکان پر آ پہنچے تو اپنی آنکھیں کھول دے۔

---ختم خواجگان----------

۱) فاتحہ شریف سات (۷) مرتبہ

۲) استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

سو (۱۰۰) مرتبہ

۳) درود شریف :**اللّٰھم صلّ علٰی سیدنا و مولانا محمد و اٰلہ و بارک و سلم علیہ** سو (۱۰۰) مرتبہ

۴) سورہ الم نشرح اناسی (۷۹) مرتبہ

۵) سورۃ اخلاص ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ

۶) فاتحہ شریف سات (۷) مرتبہ

۷) درود مذکور سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت ابو بکر صدّیق ؓ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم خلفاء ثلٰثہ

حضرات عمر و عثمان و علی ؓ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَر

پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم امام ربّانی مجدد الف ثانی ؓ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ؓ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم خواجہ محمد معصوم اول قدس سرہ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

اللّٰھم یا خفی اللُّطف ادر کنا بلطفک الخفی۔

پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت مولانا صاحب محمد ہاشم سمنگانی ؓ

درود مذکور سو(۱۰۰)

مرتبہ اللّٰھم یا اخفی اللطف ادر کنا بلطفک الاخفی۔

پانچ سو(۵۰۰) مرتبہ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

ختم قیوم الزّمان حضرت آخندزادہ سیف الرّحمٰن مبارک صاحب ؓ

درود مذکور سو(۱۰۰) مرتبہ

سورة لایلف قریش — پانچ سو(۵۰۰)مرتبہ

درود مذکور — سو(۱۰۰)مرتبہ

ختم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

درود مذکور — سات(۷)مرتبہ

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر۔

(۵۰۰)مرتبہ

درود مذکور — سات(۷)مرتبہ

ختم حضرت خضر علی نبینا وعلیه الصّلوٰة والسّلام

درود مذکور — سات(۷)مرتبہ

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْر" م بِالْعِبَاد۔

پانچ سو(۵۰۰)مرتبہ

درود مذکور — سات(۷)مرتبہ

دیگر ختمات و ادعیہ

(۱) اَللّٰھُمَّ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۲) اَللّٰھُمَّ یَا اَحَلَّ الْمُشْکِلَاتْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۳) اَللّٰھُمَّ یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۴) اَللّٰھُمَّ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۵) اَللّٰھُمَّ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۶) اَللّٰھُمَّ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۷) اَللّٰھُمَّ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۸) اَللّٰھُمَّ یَا ھَادِیَ الْمُضِلِّیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۹) اَللّٰھُمَّ یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۰) اَللّٰھُمَّ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۱) اَللّٰھُمَّ یَا اَجَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۲) اَللّٰھُمَّ یَا رَاحِمَ الْعَاصِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۳) اَللّٰھُمَّ یَا مُیَسِّرَ کُلِّ عَسِیْرْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۴) اَللّٰھُمَّ یَا مُنْجِیَ الْغَرْقیٰ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۵) اَللّٰھُمَّ یَا مُنْقِذَ الْھَلْکیٰ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۶) اَللّٰھُمَّ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۷) اَللّٰھُمَّ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۸) اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۱۹) اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ الرَّازِقِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۲۰) اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ الْفَاتِحِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۲۱) اَللّٰھُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۲۲) اَللّٰھُمَّ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

(۲۳) اَللّٰھُمَّ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنْ — سو(۱۰۰)مرتبہ

اَغِثْنَا بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَیَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَصَلَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنْ (ایک مرتبہ)

سلسلہ عالیہ طریقہ نقشبندیہ

مجدّدیہ معصومیّہ شمسیہ مولویہ ہاشمیہ سیفیہ

۱) حضرت محبوب اللہ محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ

۲) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

۳) حضرت ابو عبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

۴) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

۵) حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

۶) حضرت ابو یزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزید بسطامی رحمہ اللہ

۷) حضرت ابو الحسن علی بن جعفر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۸) حضرت ابو علی فضل بن محمد الطّوسی عرف ابو علی فارمدی رحمہ اللہ

۹) حضرت ابو یعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانی رحمہ اللہ

۱۰) حضرت خواجہ عبد الخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱) حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳) حضرت خواجہ علی النساج رامیتی عرف حضرت عزیزان رحمہ اللہ

۱۴) حضرت خواجہ محمد بابائے سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵) حضرت خواجہ سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۱۶) حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین محمد بن محمد البخاری عرف شاہ نقشبند رحمہ اللہ

۱۷) حضرت خواجہ علاؤ الدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ

۱۸) حضرت مولانا یعقوب چرخی لوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹) حضرت ناصر الدین عبید اللہ بن محمود السمر قندی عُرف خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۲۰) حضرت مولانا محمد زاہد بدخشی حصاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱) حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲) حضرت خواجہ محمد مقتدی الامکنگی البخاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۳) حضرت مؤید الدین خواجہ بے رنگ محمد باقی باللہ الکابلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴) حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی رضی اللہ عنہ

۲۵) حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اول رحمۃ اللہ علیہ

۲۶) حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۷) حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل عرف امام العارفین رحمۃ اللہ علیہ

۲۸) حضرت خواجہ غلام محمد معصوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹) حضرت شاہ غلام محمد عرف قدوۃ الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ

۳۰) حضرت حاجی محمد صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۱) حضرت شاہ محمد ضیاء الحق عرف صفات شہید رحمۃ اللہ

علیہ

۳۲) حضرت حاجی شاہ ضیاء عرف میاں جی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳) حضرت مولانا شمس الحق عرف حضرت صاحب

کوہستانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴) حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵) حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶) سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ آخندزادہ سیف الرحمٰن پیر

ارچی خراسانی رضی اللہ عنہ

۳۷) حضرت مولانا محمد سعید المعروف حیدری صاحب

اطال اللہ حیاتہ

شجرہ سلسلہ عالیہ چشتیہ ہاشمیہ سیفیہ

۱) حضرت محبوب اللہ محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ

۲) حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳) حضرت ابو سعید حسن بصری رضی اللہ عنہ

۴) حضرت ابو الفضل عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

۵) حضرت ابو الفیض فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

۶) حضرت ابو اسحق ابراہیم بن ادہم الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ

۷) حضرت سید الدین خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ

۸) حضرت امین الدین شیخ ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ

۹) حضرت کریم الدین منعم شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰) حضرت شرف الدین ابو اسحق شامی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱) حضرت قدوۃ الدین ابو احمد ابدال الچشتی الحسنی رحمۃ اللہ

علیہ

۱۲) حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳) حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف الچشتی الحسنی رحمۃ

اللہ علیہ

۱۴) حضرت خواجہ قطب الدین مودود الچشتی الحسنی رحمۃ

اللہ علیہ

۱۵) حضرت نیر الدین حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶) حضرت ابو منصور خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷) حضرت خواجہ سیدنا معین الدین چشتی الاجمیری رحمۃ

اللہ علیہ

۱۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی الاوشی رحمۃ

اللہ علیہ

۱۹) حضرت خواجہ فرید الدین مسعود الفاروقی الغزنوی

عرف گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

۲۰) حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱) حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲) حضرت جلال الدین خواجہ محمود عثمان رحمۃ اللہ علیہ

۲۳) حضرت شیخ احمد عبد الحق ابدال رحمۃ اللہ علیہ

۲۴) حضرت شیخ محمد عارف عرف مخدوم عارف رحمۃ اللہ علیہ

۲۵) حضرت شیخ عبدالقدوس النعمانی الگنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶) حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷) حضرت شیخ عبدالاحد الفاروقی الکابلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ

۲۹) حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۰) حضرت سید عبداللہ الحسینی عرف حاجی بہادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۱) حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲) حضرت مولانا محمد نعیم کاموی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳) حضرت سید محمد شاہ الحسینی السندھوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴) حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۵) حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری رحمۃ اللہ علیہ

۳۶) حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۷) حضرت مولانا عبدالغفور عرف سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۸) حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ہڈے صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۹) حضرت شیخ حمیداللہ صاحب عرف شیخ الاسلام تگاب رحمۃ اللہ علیہ

۴۰) حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۱) حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۲) سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ آخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی رضی اللہ عنہ

۴۵) حضرت مولانا محمد سعید المعروف حیدری صاحب اطال اللہ حیاتہ

شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

۱) حضرت محبوب اللہ محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ

۲) حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

۳) حضرت ابو سعید حسن بصری رضی اللہ عنہ

۴) حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

۵) حضرت ابو سلمان داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

۶) حضرت ابو محفوظ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

۷) حضرت ابو حسن عبداللہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

۸) حضرت ابو القاسم شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۹) حضرت ابو بکر الشبلی المالکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰) حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث الاسدی التمیمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱) حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز المتقدم رحمۃ اللہ علیہ

۱۲) حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳) حضرت ابوالحسن ہکاری (ہنکاری) رحمۃ اللہ علیہ

۱۴) حضرت ابوسعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ

۱۵) سیدنا حضرت ابومحمد شیخ عبدالقادر الجیلانی الحنبلی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶) حضرت شاہ دولت دریائی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷) حضرت شاہ منور رحمۃ اللہ علیہ

۱۸) حضرت شاہ عالم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹) حضرت شیخ احمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰) حضرت شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱) حضرت مولانا محمد صدیق بونیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۲) حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری رحمۃ اللہ علیہ

۲۳) حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴) حضرت مولانا عبدالغفور عرف سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۵) حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ھڈی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۶) حضرت شیخ حمید اللہ صاحب عرف شیخ الاسلام تگاب رحمۃ اللہ علیہ

۲۷) حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸) حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹) سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ آخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی ؓ

۳۰) حضرت مولانا محمد سعید المعروف حیدری صاحب اطال اللہ حیاتہ

شجرہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

۱) حضرت محبوب اللہ محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ

۲) حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

۳) حضرت ابوسعید حسن بصری رضی اللہ عنہ

۴) حضرت ابومحمد شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

۵) حضرت ابوسلیمان داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

۶) حضرت ابومحفوظ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

۷) حضرت ابوالحسن عبداللہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

۸) حضرت ابوالقاسم شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۹) حضرت کریم الدین ممشاد دنیوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰) حضرت ابوالعباس احمد دنیوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱) حضرت شیخ محمد بن عبداللہ عمویۃ رحمۃ اللہ علیہ

۱۲) حضرت ابوعمر قطب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳) حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر السہروردی الصدیقی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴) حضرت ابوحفص شہاب الدین عمر الصدیقی الشافعی

السہر وردی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵) حضرت ابوالبرکات بہاؤالدین ذکریاالاسدی القرشی الملتانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶) حضرت ابوالفتح رکن الدین فیض اللہ القرشی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷) حضرت مخدوم جہانیاں سیدجلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸) حضرت سیداجمل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۹) حضرت سید بدھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰) حضرت شیخ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

۲۱) حضرت شیخ عبدالقدوس النعمانی الغزنوی ثم الگنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲) حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳) حضرت شیخ عبدالاحدالفاروقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴) حضرت امام ربانی مجددالف ثانی شیخ احمدالفاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ

۲۵) حضرت سیدآدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۶) حضرت حاجی بہادرسیدعبداللہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷) حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۸) حضرت مولانا محمد نعیم کاموی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹) حضرت سیدمحمد شاہ الحسینی السندھوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰) حضرت مولاناحافظ محمد صدیق بونیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۱) حضرت مولاناحافظ محمد ہشتنگری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲) حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۳) حضرت مولاناعبدالغفورعرف سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۴) حضرت مولانانجم الدین عرف حضرت ھڈے صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۵) حضرت شیخ حمیداللہ صاحب عرف شیخ الاسلام تگاب رحمۃ اللہ علیہ

۳۶) حضرت مولاناشاہ رسول الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۷) حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸) سیدناومرشدناحضرت خواجہ آخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی رضی اللہ عنہ

۳۹) حضرت مولانا محمد سعیدالمعروف حیدری صاحب اطال اللہ حیاتہ

حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روزانہ کے چند معمولات

حضرت سیدنا و مرشدنا سلطان الاولیاء قدوۃ العارفین غوث الزمان قطب الارشاد و مشرف بمقام

العبدیت والصدیقیت والامامت والاحسان پیر پیران
خواجہ خواجگان علامہ مولانا اخندزادہ سیف الرحمن صاحب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف ھدایۃ السالکین کے صفحہ ۲۸۶ پر
فرماتے ہیں: ''یہاں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اپنے چند
مختصراً معمولات بھی لکھتا ہوں تا کہ طالبین حق کے لئے مشعل
راہ بنے۔ فاقول و باللہ التوفیق۔

حکایت کے طور پر کہتا ہوں کہ فقیر پر مصائب،
مشکلات، امتحانات، اور بیماریاں بہت زیادہ ہیں کہ تمام
مصائب کا لکھنا قلم کے احاطہ سے باہر ہے۔ تقریباً آٹھ
بڑے بڑے دائمی امراض فقیر کے بدن پر ہمہ وقت رہتے

ہیں، الاشاذ اًونادراً۔

اور فقیر کی عمر بھی ۶۷ سال کے لگ بھگ ہے
اس لئے ضعف اس فقیر پر غالب رہتا ہے لیکن اس کے
ساتھ ساتھ علی الدوام بارہ رکعات تہجد اور تہجد کے بعد طلوعِ
فجر تک چھ سو چھبیس (۶۲۶) مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں اور
اگر یہ وقت میسر نہ ہو تو شب و روز میں ضرور بالضرور ۶۲۶
مرتبہ استغفار پورا کرتا ہوں موافق سلسلہ قادریہ وسہروردیہ۔
صبح طلوع ہوتے ہی سنت فجر ادا کرتا ہوں پھر مسنونہ تکیہ کے
بعد اکتالیس مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں جس میں بسم اللہ
الرحمن الرحیم میں میم کسرہ الحمد کی لام سے ضم کرتا ہوں اور

ایک ہی سانس سے سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں جو کہ برکات کثیرہ
اور اتفاق کا سبب ہے۔ پھر نماز فجر جامع مسجد میں باجماعت
ادا کرتا ہوں، ۴۰ سے لیکر ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) آیات
نماز فجر میں تلاوت کرتا ہوں۔ نماز فجر کے بعد حلقہ مسنونہ
بناتا ہوں اور قاری صاحب سے سورۃ یٰس کی تلاوت سنتا
ہوں۔ پھر نماز اشراق تک کبھی علوم و معارف کا مباحثہ ہوتا
ہے، کبھی احیاء سنت کی ترغیب ہوتی ہے، کبھی عقائد
اجماعیہ سنیہ کا بیان ہوتا ہے، کبھی نعت خوانی اور ذکر و اذکار
کے ساتھ ساتھ بیعت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ کبھی
مسنونہ عادات کے موافق تعبیر الرؤیا بیان کئے جاتے ہیں

، اگر کسی نے خواب دیکھا ہو وہ بیان کیا جاتا ہے اور مناسب
تعبیر کیجاتی ہے۔ توجہ اور دیگر سلاسل کے اسباق تلقین کرنے
کا سلسلہ بھی کبھی جاری رہتا ہے، علی حسب مقتضی الحال۔
سورج طلوع ہونے کے بعد نماز اشراق چار رکعت دو دو
رکعات کی نیت سے ادا کرتا ہوں حتی المقدور مسجد میں کھانے
پینے سے احتراز کرتا ہوں جو کہ مکروہ فعل ہے اور اگر کسی
ضرورت داعیہ کی بنا پر کچھ کھاتا پیتا ہوں تو اعتکاف کی نیت کر
نے کے بعد کھاتا ہوں۔ نماز اشراق کے بعد خانقاہ شریف
میں جاتا ہوں اور مقیمین کے ساتھ ساتھ جہاں بہت سارے
مہمان بھی ہوتے ہیں تو انکے ساتھ خانقاہ شریف میں ناشتہ

کرتا ہوں اور چائے پیتا ہوں۔ چائے روٹی کی ابتداء اور
اختتام نمک سے کرتا ہوں۔ پھر وقت ضحیٰ تک ضروری علوم و
معارف اور دقائق سلوک پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے۔ اس
کے بعد گھر جاتا ہوں اور وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضوء اور
صلوۃ الضحیٰ ادا کرتا ہوں پھر کم از کم تین پارہ تلاوت کرتا
ہوں پھر بعض ضروری گھریلو ضروریات اور مہمانوں کے
حقوق، بیویوں کے حقوق، اولاد کے حقوق، ہمسایوں کے
حقوق اور یتیموں کے حقوق سے فارغ ہونے کے بعد میں
مسنون قیلولہ کرتا ہوں۔

قیلولہ سے فراغت کے بعد نماز ظہر کے لئے

تیاری کرتا ہوں، نماز ظہر با جماعت جامع مسجد میں طوال
مفصل اور کبھی اوساط مفصل سے پڑھتا ہوں۔ موسم گرما میں
نماز ظہر میں تاخیر کرتا ہوں جو کہ احناف کا مذہب ہے اور
امر مستحنہ ہے۔ (''**ابر دوا بالظهر فان شدة الحر من
فيح جهنمُ**'' الحدیث) بلکہ تمام نمازوں کو مستحبہ وقت پر
قراءت مسنونہ کیساتھ ادا کرتا ہوں۔ کما حققہ، فقہاء الاحناف
رحمہم اللہ تعالیٰ۔ نماز ظہر کے بعد سورۃ فتح کے آخری
رکوع کی تلاوت قاری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنتا ہوں
پھر ذکر کی صحبت توجہ اور بیعت کا سلسلہ تقریباً اذان عصر تک
جاری رہتا ہے اور کبھی علوم و معارف رموز و اشارات،

عقائد ماتریدیہ، تردید فرق ضالہ اور کمالات باطنیہ کا بیان ہوتا
ہے کبھی مقامات تصوف، طریق نقشبندیہ، علو نسبت مجددیہ اور
دیگر مقتضی الحال کی مناسبت سے موضوعات پر بحث و مباحثہ
ہوتا ہے۔ اذان عصر کے بعد گھر جاتا ہوں وضو کرنے کے
بعد عصر کی نماز وقت مستحبہ پر جامع مسجد میں باجماعت اوساط
مفصل کے ساتھ پڑھتا ہوں کم از کم پندرہ (۱۵) آیات نماز
عصر میں تلاوت کرتا ہوں پھر نماز کے بعد حلقہ مسنونہ
بناتا ہوں اور ختم خواجگان پڑھتا ہوں۔ اسکے بعد ایک مجود
قاری سے سورۃ نبأ کی تلاوت سنتا ہوں اور جمعہ کے دن عصر
کی نماز کے بعد سورۃ عمّ کے بعد سورۃ کہف کی تلاوت

سنتا ہوں مع الخلفاء والمریدین رحمہم اللہ تعالیٰ۔ پھر آذان
مغرب تک نعت خوانی اور ذکر و توجہ کا سلسلہ جاری رہتا
ہے۔ نماز مغرب کو قصار مفصل کیساتھ جامع مسجد میں
باجماعت پڑھتا ہوں پھر گھر جاتا ہوں اور چھ رکعات صلوٰۃ
اوابین ادا کرتا ہوں اور سورۃ یٰسین اور سورۃ واقعہ نماز مغرب
کے بعد تلاوت کرتا ہوں، پھر خانقاہ شریف میں آتا ہوں اور
مہمانوں کے ساتھ بیٹھتا ہوں اور مقیمین بھی شامل ہوتے
ہیں، تو اکٹھے طور پر روٹی کھاتے ہیں۔ پھر ہاتھ دھونے کے
بعد نماز عشاء تک توجہ، صحبت، ذکر، طریقت کے اہم مسائل
اور مقامات، آداب طریقت کی تعلیم، اخلاق حمیدہ کی تلقین،

حب للہ اور بغض فی اللہ کی تائید، مشائخ ماسبق رحمہم اللہ تعالیٰ
کے تعجب انگیز اور باعبرت واقعات، مصائب اور مشکلات
پر صبر کرنے کی تلقین، استقامت علی الشریعۃ، جمع بین الشریعۃ
والطریقۃ، اتباع سنت کی تائید وغیرھا مختلف موضوعات پر
مختلف مواقع میں علی حسب مقتضی الحال کافی شافی اور مدلل
بحث ہوتی رہتی ہے۔ جس میں متعدد علماء فحول رحمہم اللہ تعالیٰ
بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مغرب کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد
اذان عشاء ہوتی ہے اور وقت مستحبہ پر رات کے ثلث اول
کے اختتام سے پہلے نماز عشاء مسجد جامع میں باجماعت اوساط
مفصل کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ نماز وتر کے بعد دو دفعہ خفیہ

اور تیسری دفعہ جہراً (**سبحٰن الملک القدوس**) پڑھتا
ہوں پھر **آیت الکرسی** کلمہ تمجید، کلمہ توحید وغیرھا اذکار
مسنونہ کے بعد تین دفعہ دعا مانگتا ہوں جو کہ مسنون اور مستحب
امر ہے، اس کے بعد **سورۃ ملک** کی تلاوت مجود قاری
سے سنتا ہوں اور **الٓمٓ سجدۃ** گھر میں تلاوت کرتا ہوں۔ اگر
جمعہ کی شب ہو تو نماز عشا کے بعد توجہ، ذکر و صحبت، بیعت،
نعت خوانی اور تلقین اسباق کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور کافی
دیر تک جاری رہتا ہے پھر گھر جاتا ہوں اور طریقہ نقشبندیہ
کے چھتیس مراقبات، طریقہ چشتیہ کے چار اسباق (**یعنی
ھو۔۔ اللہ ھو۔۔ ھو اللہ۔۔ انت الھادی انت الحق لیس**

الھادی الا ھو) دھراتا ہوں۔

مولانا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات طیبہ میں
فقیر نے خواب دیکھا کہ روزانہ چھ ہزار مرتبہ درود شریف
پڑھا کرو تو مولٰنا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات میں علی
الدوام بلاناغہ چھ ہزار مرتبہ درود شریف فقیر کا روزانہ کا معمول
تھا اور اب چونکہ مسترشدین ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور
ان کی تربیت اور ارشاد فقیر کی ذمہ داری ہے اس لئے کبھی
روزانہ یہی مذکورہ معمول ادا کرتا ہوں اور کبھی رہ جاتا ہے۔
اس کے علاوہ قادریہ اور سہروردیہ شریفہ کے اسباق روزانہ
پڑھتا ہوں۔

اس فقیر کے معمولات میں سے یہ بھی ہے کہ سال
میں تین رات ضرور بالضرور اپنے مریدین سمیت شب
بیداری کرتا ہوں (۱) شب ۲۷ رمضان، (۲) شب ۱۵
شعبان، اور (۳) شب ۱۲ ربیع الاول۔ اور شب معراج
۲۷ رجب المرجب کو بھی شب بیداری بعقیدہ استحباب و
بنیت حصول برکات کرتا ہوں۔ اسی طرح ۹ شوال کو اپنے شیخ
مبارک مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہ کا عرس مناتا ہوں
۲۸ صفر المظفر کو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ
کا عرس مبارک مناتا ہوں کہ جو اس مبارک ہستی رحمہ اللہ

تعالیٰ نے سالکین کو خواب اور کشوف میں امر کیا تھا کہ فقیر
سیف الرحمن رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہو کہ میرا عرس منائیں۔

۱۲ ربیع الاول پر عید میلاد النبی ﷺ مناتا ہوں۔

ماہ رمضان المبارک (جو کہ جمیع خیرات اور
برکات کا جامع ہے) میں دو (۲) دفعہ ختم قرآن پاک
تراویح میں کرتا ہوں اور رمضان میں ظہر کی نماز کے بعد عصر
تک تلاوت کرتا رہتا ہوں تا کہ جمیع کمالات ذاتی اور شیونی
اور برکات اصلی وخیرات ظلی میسر ہو جائیں جیسا کہ امام
مجدد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکتوب ۴ جلد ۱ میں واضح کیا ہے۔
اور فرمایا ہے کہ اس مہینے کی جمعیت تمام سال کی جمعیت کا

سبب ہے اور اس مہینے کا تفرقہ بھی تمام سال کے تفرقہ کا
سبب ہے۔ اس لئے رمضان المبارک کو پوری جمعیت
کے ساتھ گزارتا ہوں۔ کئی سال تک اس فقیر نے مکتوبات
شریف کی تدریس کی ہے اور اب بھی روزانہ نماز فجر کے
بعد مکتوبات شریف کی تدریس کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ
مہمانوں، مسافروں، مساکین، ہمسایوں، بیویوں، اور دیگر
ارباب حقوق خواہ اولاد ہو یا تلامذہ ہو تمام کے تمام حقوق
ظاہری باطنی کا خیال رکھتا ہوں اور تمام کے حقوق پورا کرتا
ہوں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی جملہ اقسام کا پورا خیال
رکھتا ہوں اور عبادات و معاملات میں احکام شرعیہ کی پوری

پابندی کرتا ہوں۔

شریعت اور طریقت دونوں راستوں کے
لصوص، مبتدعین اور ناقصین سے بالکلیہ اجتناب کرنے والا
ہوں۔ بغیر شرعی دلیل کے کسی چیز کے جواز یا حرمت کا فتوی
نہیں دیتا ہوں۔ اپنے فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے
اقوال کا تابع ہوں۔ متعدد شدید امراض جسمانی کے باوجود
بھی جماعت کا ترک کرنا فقیر کی عادت نہیں، اور ان مذکورہ
معمولات حسنہ کی دعوت اپنے مریدوں رحمہم اللہ تعالیٰ اور تمام
امت مسلمہ کو دیتا ہوں۔''

فقیر سید احمد علی شاہ کہتا ہے میں نے حضرت

مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اذکارِ معصومیہ پڑھنے کی
اجازت مانگی تو حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ یہ ہمارا بھی معمول ہے اور اس کے پڑھنے سے میں
بہت خوش ہوتا ہوں۔ اسی طرح حزب الاعظم بھی حضرت
مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں سے ہے۔